إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

The ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

تار کا پتہ ”الفضل“ قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

قیمت پیشگی سالانہ ۶ر ششماہی ۳ر۸ سہ ماہی ۲ر سیل زر بنام مینیجر الفضل

نمبر ۳۶ مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۱۶

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو گھٹنے کی تکلیف کی شکایت بدستور ہے۔ اور حضور ابھی تک نمازوں میں تشریف نہیں لا سکتے۔ احباب دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا دے۔

ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور کے رخصت پر ولایت جانے پر آپ کو ۸ ہر اکتوبر ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں ہماری جماعت کے بھی بہت سے اصحاب کو مدعو کیا گیا۔

کئی روز سے مشہور ہو رہا تھا۔ اور اب تو اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہو گئی ہے۔ کہ بٹالہ۔ قادیان۔ بوٹاری ریلوے لائن فی الحال قادیان تک ہی مکمل ہو کر جاری ہو گی۔ اور بقیہ حصہ ملتوی رہیگا۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ لائن محض قادیان کے لئے بنائی گئی۔

مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا دوسرا نوٹس

اور ایڈیٹر و پرنٹر ”الفضل“ کی طرف سے اس کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کو ان کے پہلے نوٹس کے متعلق ہمارے قانونی مشیر نے جو جواب دیا تھا۔ اور جسے ۵ر اکتوبر کے الفضل میں شایع کر دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق ان کی طرف سے چار وکیلوں نے پھر نوٹس دیا ہے۔ جس کا حسب ذیل ترجمہ پیغام صلح ۱۲ر اکتوبر میں شائع ہوا ہے۔

دوسرا نوٹس

من جانب:۔

(۱) میاں عالم دین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ (۲) حافظ محمد حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ (۳) شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ (۴) ملک محمد امین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ۔

بنام:۔

(۱) منشی غلام نبی (ایڈیٹر ”الفضل“ قادیان۔ (گورداسپور)۔

(۲) شیخ عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ”الفضل“ قادیان (گورداسپور)

جناب من:۔

آپ نے ہمارے نوٹس کے جواب میں اپنے یکم اکتوبر ۲۸ء کے خط میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ہمارے لئے موجب حیرت ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اس طریق سے وقت کو لمبا کر کے آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے ہر ایک ہدایت کا جس کا ذکر ہم نے نوٹس میں کیا ہے۔ جواب دینے سے پہلو تہی کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ آپ کے اس عجیب و غریب مطالبہ میں کہ ہم مضمون محولہ میں سے ان خاص فقرات کو پیش کریں۔ جو ازالہ حیثیت کا موجب ہیں۔ اور جن سے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب

تو فوراً کسی ڈاکٹر کا مشورہ لینا ضروری ہے۔

ایک صحت مند بچہ کو پانچ پانچ منٹ کے دو وقفوں کے ساتھ ۱۵ منٹ سے ۲۰ منٹ تک دودھ پلانا چاہیئے۔ دودھ پلانے کے درمیانی وقفہ کو لگاتار بڑھانا چاہیئے۔ ماں کو کھلی ہوا میں ورزش کرنا لازم ہے۔ جب بچہ دودھ پینے لگے۔ تو اس وقت ماں کے لئے ایک گلاس پانی پی لینا بہتر ہے۔ ہر روز چھاتیوں کو پہلے گرم پانی سے دھو کر پھر ان پر فوراً ہی سرد پانی ڈالدینا چاہیئے۔ اور اس کے بعد کسی تولیہ سے ان کو اچھی طرح ملنا چاہیئے۔ اگر دودھ کافی نہ ہو۔ تو یہ ضروری ہے کہ پہلے بچہ کو چھاتی سے دودھ پلایا جائے۔ اور اس کے بعد تھوڑا سا دودھ اور پانی چمچہ سے دینا چاہیئے:

۹ ماہ تک بچہ کی خوراک کا پیمانہ حسب ذیل ہے:-

عمر	دودھ دینے کا درمیانی وقفہ	۲۴ گھنٹے میں کتنی بار دودھ دیا جائے
ایک ہفتہ سے ۳ ماہ تک	۶ بجے قبل دوپہر سے ۹ بجے بعد دوپہر تک ۳ گھنٹے	۶
۳ ماہ سے ۹ ماہ تک	۶ بجے قبل دوپہر سے ۱۰ بجے بعد دوپہر تک ۴ گھنٹے	۵

رات کے وقت دودھ پلانا مناسب نہیں۔ بچہ کے لئے ابلا ہوا پانی ہمیشہ مفید ہے۔ اسے بار بار پانی پلانا چاہیئے۔

ہر ہفتہ کے بعد بچہ کا وزن نوٹ کر لینا چاہیئے۔ اگر اس کا وزن مندرجہ ذیل پیمانہ کے مطابق نہ ہو تو ڈاکٹر سے اس کا معائنہ کرانا ضروری ہے:

عمر	پیدائش کے وقت جو وزن تھا۔ اس سے موجودہ وزن کتنا زیادہ ہے۔
ایک ماہ	۸ اونس زیادہ
۲ ماہ	ایک پونڈ ۴ اونس زیادہ
۳ ماہ	۲ پونڈ ۴ اونس زیادہ
۴ ماہ	۱۰ پونڈ ۸ اونس کم سے کم
۵ ماہ	۱۱ پونڈ ۸ اونس
۶ ماہ	۱۲ پونڈ ۸ اونس
۷ ماہ	۱۳ پونڈ ۸ اونس
۸ ماہ	۱۴ پونڈ ۸ اونس
۹ ماہ	۱۵ پونڈ ۸ اونس

احمدیہ لائبریری خوشی کی بات ہے کہ میرے اس اعلان پر کہ جماعتوں میں لائبریریاں ہونی چاہئیں۔ سب سے پہلی اطلاع مجھے جماعت احمدیہ خیبر ایجنسی کیطرف سے ملی ہے۔ کہ پچاس روپیہ کی کتب خریدی جا چکی ہیں۔ اور پچیس روپے اور بھی اسی غرض کیلئے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوسری جماعتیں بھی اس طرف جلد توجہ کرینگی۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

مولوی محمد علی صاحب اور ختم نبوت

اخبار پیغام صلح کا آخری ہی نمبر میری نظر سے گزرا جس میں غیر مبایعین کے اکابر نے (ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالےٰ کے سب سے بڑے فیضان کو دنیا پر بند کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور کئی طرح سے اپنے پرسیدہ تیروں کو نئے ترکشوں میں ڈال کر چلایا ہے لیکن پھر بھی ناکامی آٹھ آٹھ آنسو ان کے حال زار پر رو رہی ہے۔ افسوس حق کی مخالفت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ لیکن تکبر اس کو اور بھی تحت الثریٰ میں پہنچا کے چھوڑتا ہے:

جو دلائل فیض نبوت کو مسدود کرتے میں پیغامی جرنیلوں نے دئے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کے امیر ایدہ اللہ" کے دلائل سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس وقت انہی کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"جس طرح نبوت کے دو پہلو ہیں۔ ایک تعلیم اور ایک نمونہ اسی طرح ختم نبوت کے لئے لازمی ہے۔ کہ ایسا شخص نہ صرف تعلیم کامل لائے۔ جو ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہو۔ اور یوں اس کے ذریعہ سے تکمیل ہدایت ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی ذات میں اس کامل تعلیم کا کامل نمونہ بھی پیش کرے۔ اور اس کے ذریعہ سے تکمیل اخلاق ہو۔ اسی بنا پر مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں ختم نبوت کے قائل ہیں۔ یعنی ایک طرف قرآن کریم میں ایک کامل تعلیم آنحضرت کے ذریعہ سے دنیا کو دیدی گئی۔ اور دوسرے آپ کی ذات بابرکات میں اخلاق کا ایک کامل نمونہ نسل انسانی کو دیدیا گیا۔ اور جب یہ دونوں ضرورتیں ہمیشہ کے لئے پوری کر دی گئیں۔ تو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ پس ختم نبوت کی بنیاد کسی خوش عقیدگی پر نہیں۔ بلکہ ایک علمی مسئلہ ہے"

اس عبارت سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ یا تو مولوی صاحب خود دھوکہ خوردہ ہیں۔ یا جان بوجھ کر دنیا کو دھوکہ میں ڈال رہے ہیں۔ رسول کریم صلعم بیشک کامل نمونہ تھے۔ قرآن کریم بیشک کامل تعلیم ہے۔ لیکن نبوت جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اور ایک نعمت عظمیٰ ہے اسلام کی کامل تعلیم اور ہادی اسلام کے کامل نمونہ کے منافی نہیں۔ بلکہ لازمی ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے:

"نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریقہ سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا" (الوصیت صفحہ ۱۲)

یہ نرالی منطق جو مولوی صاحب کو سوجھی ان کی علمیت کی پردہ دری کر رہی ہے۔ ان کو اتنا بھی خیال نہیں آیا۔ کہ اس کامل تعلیم اور کامل نمونہ سے دنیا کو کیا فائدہ جو نسل انسانی کو کمال تک نہ پہنچا سکے کامل تعلیم اور کامل معلم کا مقتضا یہ ہے۔ کہ نسل انسانی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پائے۔ اور یہی وہ فضیلت ہے۔ جو ہادی اسلام کو دوسرے انبیاء سے ممتاز کرتی ہے:

پس اس کامل تعلیم اور کامل نمونہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ دنیا پر فیضان کے دروازے کھولدے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آج دنیا میں وہ انسان آیا جس نے اس کامل تعلیم اور کامل نمونہ کی تصدیق کی کہ فی الحقیقت وہ کامل ہیں۔ اور نرا زبانی جمع خرچ نہیں کہ تعلیم بھی کامل اور نمونہ بھی کامل۔ لیکن ملتا ملاتا کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الہیہ کا بند ہے اگر یہ معنے ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالےٰ سے فیض وحی پانا بند ہے۔ اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے۔ اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے۔ کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے۔ کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جاتا ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

فرمایا:- "اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ مصفہ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضرور ہوا۔ اس مصفےٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفی غیب حسب منطوق آیۃ (لایظہر علےٰ غیبہ ... الخ) نبوت اور رسالت کو چاہتی ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے"۔ (غلطی کا ازالہ) اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو"۔ (تجلیات الہیہ)

فرمائیے مولوی صاحب! آپکے نزدیک تو نبوت غیر ضروری ہے۔ لیکن یہاں تو وجود نبوت ہی کمال کی ایک علامت بن رہا ہے اور سنئے فرماتے ہیں۔

"جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے"۔ (البدر جلد ۷ نمبر ۹)

پھر فرمایا: "ختم نبوت کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ اور بڑا کمال تو یہ ہے۔ کہ اس کا فیض جاری ہو۔ یعنی اس سے نبی بنیں"۔

پس مولوی صاحب خود ہی سوچ لیں۔ کہ اصول حقہ کی مخالفت انہیں کہاں سے کہاں لے جا رہی ہے۔ اور آج وہ اس بات پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے مخالف کھڑے ہوں۔ سچ ہے صلحاء کی مخالفت انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ اور ابھی تو کیا احباب دیکھیں گے پیغام بلڈنگ سے کیا کیا گل کھلتے ہیں:

عبدالحکیم احمدی

وصیتیں

نمبر ۲۶۰۳ میں سید فضل محمد ولد سید شاہ نواز۔ اٹن چک ۲۰۶ گوکھووالی تحصیل و ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میرے گذارہ کا ذریعہ سلائی کی آمد اور کچھ پنساری کی دکان ہے۔ ماہوار آمد اندازاً عـہ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۸/۴ ۲۸۔ العبد موصی سید فضل محمد بقلم خود گواہ شد:۔ سید طفیل محمد سیکرٹری بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبد الغنی احمدی

نمبر ۲۸۲۱ از کنگو ملک افریقہ۔ مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۸ء وصیت جائداد:۔ میں حبیب اللہ خاں ولد عبد الحکیم صاحب قوم ککھوکھر قریشی سکنہ چک سان ضلع گجرانوالہ پنجاب بعمر تخمیناً ۳۲ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک پختہ مکان قیمتی مبلغ دو ہزار پانچسو روپے واقع چک سان اور دو عدد احاطہ گجرانوالہ بر لب سڑک گوندلاں والہ قیمتی گیارہ سو روپیہ اور اس وقت میری ماہوار آمدنی ۳۶۰ شلنگ ہے۔ تمام جائداد مذکورہ کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اپنی ماہواری آمدنی کا بھی دسواں حصہ باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور میری وفات کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد:۔ خاکسار حبیب اللہ خاں احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عنایت اللہ ولد احمد دین بقلم خود۔ گواہ شد:۔ احمد دین ولد نور محمد گجرانوالہ حال وارد افریقہ موشی۔ گواہ شد:۔ محمد ایوب سٹیشن ماسٹر ٹانگا۔ ۲۸/۶ ۱۸

نمبر ۲۸۸۵ میں نبی بخش ولد شرف الدین قوم جٹ وڑائچ ساکن مانگا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد اراضی ۳۸ کنال موجود ہے۔ اور ایک مکان سکونتی خام۔ نقدی للعہ روپیہ اس سب جائداد اور نقدی کی قیمت اس وقت ننعہ روپیہ مقرر کرکے مبلغ ننعہ روپیہ ۱/۱۰ حصہ کے ہوئے۔ للعہ ابھی نقد دیدیتا ہوں۔ بقیہ روپے چند ماہ کو ادا کروں گا۔ اگر میرے مرنے پر میری جائداد بڑھ جائے۔ تو اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۳/۵ ۲۸۔ العبد:۔ نبی بخش موصی گواہ شد:۔ غلام رسول جانگریاں۔ گواہ شد محمد دین ولد محمد صدیق۔ گواہ شد:۔ بقلم خود نواب الدین

نمبر ۲۹۰۱ میں محمد صابر علی شاکر ولد بڈھا شاہ قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۶ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۲۵ء ساکن موضع چک قریشیاں ڈاکخانہ قلعہ سوبھا سنگھ سٹیشن ریلوے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۲۸ء حسب ذیل کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم یکم اگست ۱۹۲۸ء العبد:۔ موصی محمد صابر علی شاکر سیکنڈ ماسٹر ڈی۔ بی مڈل سکول گھٹیالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ شیخ غلام رسول احمدی دکاندار گھٹیالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ تاج دین (لائل پوری) مولوی فاضل سیکرٹری تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ۲۸/۸ ۱

نمبر ۲۹۱۷ میں مسماۃ بھاگو زوجہ پیر محمد قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمرہ ۴۵ سال تاریخ بیعت یکم جنوری ۱۹۰۵ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۱۶ کنال اراضی بارانی جو میرے خاوند کی جائداد متروکہ میں سے مجھے ملی ہے جس کی قیمت اندازاً مبلغ پانچسو روپے ہے۔ فقط کاتب الحروف سکندر علی مہاجر سکنہ بھینی بانگر محلہ قادیان۔ گواہ شد:۔ سکندر علی مہاجر ساکن بھینی بانگر محلہ قادیان بقلم خود العبد:۔ مسماۃ بھاگو زوجہ پیر محمد قوم جٹ ساکن تلونڈی جھنگلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ گواہ شد:۔ برکت علی پسر موصیہ ساکن تلونڈی جھنگلاں بقلم خود۔

نمبر ۲۹۲۰ میں عزیزہ بیگم زوجہ خاں صاحب برکت علی قوم شیخ عمر قریباً ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن ہوشیارپور (حال قادیان) ڈاکخانہ ہوشیارپور (قادیان) تحصیل ہوشیارپور (بٹالہ) و ضلع ہوشیارپور (گورداسپور) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ (۱) مکان پختہ واقع جالندھر قیمتی ۵۰۰۰ روپیہ (۲) مکان رہن بابو فیروز الدین والا واقعہ قادیان مشترکہ بخاوند خود بحصہ برابر میرے حصہ کی قیمت ۹۰۰ روپے (۳) زیورات قیمتی اندازاً ۱۵۰۰ روپیہ اس میں مہر کی رقم شامل ہے۔ میں جائداد مندرجہ بالا کے جس کی قیمت اس وقت ۷۴۰۰ روپیہ ہے۔ ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کروں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ کاتب الحروف (خانصاحب) برکت علی بقلم خود۔ گواہ شد۔ (خاں صاحب) برکت علی بقلم خود خاوند موصیہ۔ العبد۔ عزیز بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ سید منظور علی رئیس و ممبر ٹاؤن کمیٹی قادیان ۲۸/۸ ۱۹

نمبر ۲۹۲۳ میں عبد المجید خاں ولد برکت علی خاں راجپوت عمر ۲۸ سال پیشہ زراعت کاری ساکن راہوں ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ ۳۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تخمیناً پچاس گھماؤں ہے۔ مکان رہائشی قیمتی تخمیناً چار صد روپیہ ہے۔ ۱۰ اگست ۲۸ء العبد:۔ عبد المجید خاں موصی بقلم خود سیکرٹری انجمن احمدیہ راہوں گواہ شد:۔ حاجی رحمت اللہ امیر جماعت احمدیہ راہوں بقلم خود گواہ شد:۔ سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال بقلم خود

نمبر ۲۸۳۴ میں قمر الدین ولد شیخ عبد الغفار قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن جلال پور جٹاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۱۲۴ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۵/۴ ۲۸ العبد:۔ قمر الدین کلرک محکمہ نہر مالاکنڈ ڈویژن بقلم خود۔ گواہ شد غلام نبی ایڈیٹر الفضل۔ گواہ شد۔ محمد حیات خاں سکنہ کوٹلہ تولے خاں ملتان حال وارد قادیان۔

تصحیح

اخبار الفضل نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں وصیت ۲۹۱۱ میں غلطی ہوگئی ہے۔ بجائے افتخار بیگم زوجہ ضیاء الحق خاں لکھنے کے زوجہ فیض الحق صاحب لکھدیا گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

ہندوستان کی خبریں

راولپنڈی۔ ۲۶ اکتوبر۔ سیاحت یورپ کے سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے شہریار کابل نے فرمایا۔ کہ بہت سے معترضین اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس سیاحت کی وجہ سے ہم نے خزانۂ عامرہ پر بے جا بوجھ ڈالا ہے۔ لیکن انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میرے اس سفر پر قریب دو لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ لیکن مختلف دول یورپ نے جو تحائف ہمیں پیش کئے ان کی قیمت قریب چھ کروڑ روپے کے ہے۔

بمبئی۔ ۲۶ اکتوبر۔ نہرو رپورٹ پر غور و خوض کرنے کیلئے آئندہ ماہ دسمبر میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کا جو اجلاس زیر صدارت ہز ہائی نس آغا خاں منعقد ہونے والا ہے۔ اس کے سیکرٹری مسٹر نفنس ابراہیم رحمۃ اللہ مسلمان رہنماؤں کے نام دعوت نامے بھجوا رہے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقعہ پر ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ان امور کے متعلق جو قومی مفاد پر ہولناک اثر ڈال رہے ہیں۔ کسی تصفیہ پر پہونچنے میں ہماری مدد کرے :

الہ آباد۔ ۲۶ اکتوبر۔ نپ باد سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دسہرہ کے تہوار پر فرقہ وار فساد برپا ہوگیا۔ ایک تحصیلدار اور سترہ دوسرے آدمیوں کو چوٹیں آئیں۔ ۳ آدمیوں کی حالت نازک ہے :

لالہ لاجپت رائے نے آگرہ پراونشل ہندو کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ گذشتہ پانچ چھ سال میں برلا خاندان نے اچھوت ادھار کے لئے پچاس لاکھ روپیہ دیا ہے :

صدر المہام سرکار عالی صیغۂ سیاسیات حیدر آباد نے حسب ذیل اعلان شائع کرایا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اپنی ذمہ داری کو نظر انداز کر کے بعض اخباروں نے یہ لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی خواہش ہے۔ کہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بہ نفس نفیس کسی اعتراض کا جواب دیں۔ یا یہ کہ ان کو دہلی یا شملہ کسی ایسی ہی غرض سے طلب کیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ حضور نظام اپنی خواہش اور بلا کسی طلبی کے دہلی تشریف لے جانے والے ہیں۔ اور وہاں آپ کی رونق افروزی کی غرض زیادہ تر یہ ہے۔ کہ اس عمارت کا خود بدولت معائنہ فرمائیں۔ جو ان کی اسٹیٹ کی طرف سے دہلی میں تعمیر ہوئی ہے۔ ضمناً وہ ہز ایکسیلنسی نواب وائسرائے سے بھی ملاقات فرمائیں گے۔ لیکن یہ ملاقات خانگی اور رسمی ہوگی :

کلکتہ۔ ۲۶ اکتوبر۔ آنریبل مسٹر ایس آر داس حکومت ہند کے مشیر قانونی کا آج شب کو قلب کی حرکت بند ہو جانے کے باعث انتقال ہوگیا۔ ارتھی کا جلوس بہت شان و شوکت سے نکالا گیا۔

لاہور۔ ۲۸ اکتوبر۔ پنجاب لیجس لیٹو کونسل کا اجلاس ۲۶ نومبر سے شروع ہوگا۔ اور شائد ۵ دسمبر تک جاری رہیگا۔ پہلے دن گورنر کی تقریر ہوگی۔ ۲۸ نومبر کو سرکاری ارکان مطالبات زر اور مسودات قانون پیش کریں گے۔ ۴-۵ دسمبر کو غیر سرکاری تجاویز اور سوالات وغیرہ پیش ہونگے۔ جن کے لئے نوٹس دئے جا رہے ہیں۔

راولپنڈی۔ ۲۶ اکتوبر۔ ریاست چترال کے طول و عرض میں ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے۔ مقامی طور پر اور ٹرنک لائن پر بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کرنے والوں سے کوئی فیس نہیں لی جاتی :

لاہور۔ ۲۷ اکتوبر۔ مورخہ ۲ نومبر۔ شاہی کمیشن کی سنٹرل لیجسلیچر کمیٹی کے ممبران کو سر محمد شفیع کی طرف سے ٹی پارٹی دی جائے گی :

بریلی۔ ۲۴ اکتوبر۔ گذشتہ ہندو مسلم فسادات کے سلسلہ میں جو مقدمہ مسلمانوں کے خلاف چل رہا تھا۔ عدالت نے اسکا فیصلہ سنا دیا۔ چھ مسلمانوں کو دو سال قید سخت اور ۹ کو ایک سال قید سخت کا حکم ہوا۔ اور ۶ بری کر دئے گئے :

نئی دہلی۔ ۲۸ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ افغانستان کی وزارت کامرس اس کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ کہ گیارہ لاکھ روپے سے کھانڈ کے کارخانے ۱۲ لاکھ روپے سے کپڑے کے کارخانے ۱۶ لاکھ روپے سے اون کے کارخانے اور ۱۵ لاکھ روپے سے کاغذ کے کارخانے جاری کئے جائیں :

پونا۔ ۲۷ اکتوبر۔ پونا اسلامی جم خانہ میں سائمن کمیشن کے اعزاز میں ایک گارڈن پارٹی دی گئی۔ جس میں سر سائمن نے اردو میں تقریر کی۔ جو بڑی دلچسپ تھی۔ اور جس پر حاضرین نے بڑے قہقہے لگائے :

مظفر نگر۔ ۲۶ اکتوبر۔ دسہرے کے دن شدید ترین حادثہ ہوگیا۔ ایک چھجے پر بہت مخلوق بیٹھی تھی۔ یہ چھجہ یک لخت ٹوٹ گیا۔ اور تمام آدمی نیچے گر پڑے۔ گرنے والوں کو تو چوٹ آئی تھی۔ لیکن جو لوگ چھجے کے نیچے تھے۔ ان کا کچومر نکل گیا۔ ۴ اشخاص تو رات کو ہی مر گئے اور دو صبح ہوتے ہوتے ختم ہو گئے۔ اس وقت تک ۹ اشخاص مر چکے ہیں۔ اور پندرہ کے قریب ہسپتال میں زخمی پڑے ہیں۔

لاہور۔ ۲۶ اکتوبر۔ مہتمم محکمہ اطلاعات تحریر فرماتے ہیں کہ خلیج ایران کے راستے سے جو لوگ ایران کو جاتے ہیں۔ ان کو برطانوی سفیر مقیم ایران جو پروانہ راہداری دیں گے۔ وہ صرف ایک سفر ایران کے لئے کفائت کریگا۔ البتہ موٹر بان وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ ان کے پروانے ایک سال تک کام دیں گے۔

ترتیپور (مدراس) کی خبر ہے۔ کہ وہاں دو مسلمانوں نے بچوں کو بچانے کی خاطر بہت سے بندروں کو زہر دیکر مار دیا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے سارا دن ماتم کیا۔ مرے ہوئے بندروں کا جلوس نکالا گیا۔ بھجن منڈلیاں جلوس کے آگے تھیں۔ جہاں ان بندروں کو دفن کیا گیا۔ وہاں اب عالیشان سمادھی بنائی جائے گی :

راجپوتانہ کی عورتوں نے بٹلر کمیٹی کو ایک میمورنڈم بھیجا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ راجپوتانہ کے والیان ریاست معصوم و بے گناہ عورتوں کو دیوداسیاں بنا لیتے ہیں۔ بعض والیان ریاست عیش پرست ہیں۔ ایک راجہ درجنوں عورتیں رکھتا ہے۔ سابق مہاراجہ جے پور کے پاس تو چار ہزار بیویاں تھیں۔ راجپوتانہ کی معصوم عورتوں کی اس

غیر ممالک کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۲۵ اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایران خصوصاً طہران میں بغاوت ہوگئی ہے۔ بغاوت کی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ لوگ ٹیکسوں کے بڑھائے جانے کے خلاف بھڑک اٹھے ہیں۔ اور انھوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیا ہے۔ سرکاری افواج طہران میں جمع ہو رہی ہیں :

بیروت۔ ۲۴ ستمبر۔ دمشق کے لوگوں نے حکومت فرانس کو ایک برقی پیغام بھیجا ہے۔ جس میں دمشق کے اندر ایک لاکھ ارمنوں کو لا کر آباد کرنے کی تجویز کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے۔

پیرس۔ ۲۳ اکتوبر۔ گریسی وو وادی میں شدید باراں سے ۵۰۰ گھر گر پڑے۔ دس لاکھ فرانک کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ کئی کارخانے بند ہو گئے ہیں۔ سواحل بحیرۂ روم پر سخت طوفان بادو باراں نمودار ہوا۔ راستے بند ہو گئے۔ پہاڑیوں کے پہلو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ بہت سے دیہات پانی سے گھرے ہوئے ہیں۔

مالٹا۔ ۲۳ اکتوبر۔ بمقام والیتا کے متصل شراب کی ایک بھٹی تعمیر کی جا رہی تھی۔ جو گر پڑی۔ ملبہ کے نیچے دبکر ۴ آدمی ہلاک اور ۲۹ مجروح ہوئے۔ افواج بری و بحری کے سپاہی موقعہ پر پہونچ گئے جنہوں نے سخت محنت کر کے لوگوں کو ملبہ کے نیچے سے نکالا :

الاہرام۔ قاہرہ برلن کے ایک پیغام مورخہ ۲ اکتوبر کے حوالہ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ احمد زوغو شاہ البانیہ کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ جنگی عدالت نے گیارہ ملزموں کو سازش کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔

قاہرہ۔ ۲۵ اکتوبر۔ مصر کی الازہر یونیورسٹی کے شیخ اعظم نے ایک میٹنگ منعقد کی جس میں شیخ مصطفیٰ کی اصلاحی سکیم اتفاق رائے سے پاس کی گئی۔ سکیم کی غرض یہ ہے۔ کہ الازہر کو جو کہ وسطی زمانہ کی طرز کی یونیورسٹی ہے۔ یورپین نمونہ پر جدید زمانہ کے شایان یونیورسٹی بنایا جائے۔ گذشتہ ۵۰ سال میں مصر کے کئی ممتاز اور روشن خیال لیڈر اسی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ شاہ فواد سکیم کے دل سے حامی ہیں۔ سکیم میں تجویز کی گئی ہے۔ کہ آئندہ زمانہ کے گریجوایٹ موجودہ سائنس اور مذہب سے بھی واقف ہوں۔ تاکہ ان کو قرآنی قانون پر لیکچرار اور مصر و دیگر اسلامی ممالک میں مبلغ مقرر کیا جائے۔ داخل ہونے والوں کو نصف قرآن حفظ یاد ہونا چاہیئے :

لندن۔ ۲۶ اکتوبر۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ بٹلر کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کانفرنس میں تیسری جماعت یعنی دیسی ریاستوں کے باشندوں کے وفد کو نہ شامل کیا جائے :

شنگھائی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چین کی قوم پرست حکومت نے جرمنی کے ۸۰ آدمیوں کی خدمات اس لئے حاصل کی ہیں۔ کہ وہ چین میں فوجی تربیت دے سکیں۔ جرمنی اب پھر چین میں اپنا کھویا ہوا رسوخ حاصل کر رہا ہے :

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)

(ایدہ اللہ) کی شہرت کو صدمہ پہونچا ہے۔ کوئی ہمیں معقولیت نظر نہیں آتی۔ مضمون مذکور غلط اور جھوٹے الزامات سے از سر تا پا معمور ہے بلکہ اس میں ایسے خطرناک الزامات بھی لگائے گئے ہیں۔ جو اگر صحیح ہوں۔ تو مولانا موصوف کو فوجداری قانون کی زد میں لے آتے ہیں باوجود اس کے آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسے فقرات پر روشنی ڈالیں۔ جو مضمون مذکور کو لائیبل بنا دیتے ہیں۔

یہ بھی ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے نوٹس کا جو جواب آپ نے دیا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق تھا۔ کہ فوراً مطلوبہ تاوان کا دعوےٰ دائر کر دیا جاتا۔ کیونکہ یہ جواب نہیں۔ بلکہ تضحیک ہے۔ لیکن حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب (ایدہ اللہ) انتہا درجہ کے پاک نفس بزرگ ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ آپ کی طرف سے انہیں عدالت میں جانے پر مجبور کیا جائے وہ حتے الوسع اس سے پرہیز کریں گے۔ وہ ان ناپاک الزامات کا جو ان کے کیرکٹر پر لگائے گئے ہیں۔ کوئی نوٹس نہ لیتے۔ اگر اس مقدس کام پر ان کا اثر نہ پڑتا۔ جس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے باوجود اس مایوس کن جواب کے جو آپ نے دیا ہے۔ حضرت مولانا نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے۔ کہ آپ کو مزید دس دن کی مہلت دی جائے۔ کہ آپ ان ناپاک حملوں کے لئے معافی کے طلبگار ہوں۔ جو حضرت ممدوح پر آپ نے کئے ہیں۔

جواب

ایڈیٹر و پرنٹر الفضل کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے

بخدمت مولوی محمد علی صاحب۔

جناب من!

بجواب آپ کے خط محررہ ۱۰ اکتوبر ۲۸ء جو آپ نے اپنے قانونی مشیروں کی معرفت میرے مؤکلین منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر و بھائی عبدالرحمٰن صاحب پبلشر الفضل قادیان کے نام بھجوایا ہے۔ میرے مؤکلین نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کہ میں آپ کو مفصلہ ذیل جواب دوں۔

محولہ بالا خط کا پہلا پیراگراف کہ میرے مؤکلین میعاد بڑھانا چاہتے ہیں۔ کلیتہً ایک غلط خیال ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا میں نے اپنے مؤکلین کی طرف سے اپنے خط محررہ یکم اکتوبر ۲۸ء میں جو درخواست آپ سے کی تھی۔ وہ کوئی انوکھی نہیں۔ کیونکہ جس مضمون سے آپ کو شکایت ہے۔ وہ کئی ایک بیانات پر مشتمل ہے جن پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور میرے مؤکلین یہ معلوم کرنے کے خواہشمند تھے کہ ان میں سے آپ اپنے متعلق کس بات کو غلط اور ہتک آمیز سمجھ کر تردید کرانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن تھا۔ کہ میرے مؤکلین آپ کی تردید کو شائع کر دیتے۔

میرے یکم اکتوبر کے خط کو آپ نے خواہ مخواہ بدظنی کی نظر سے دیکھا ہے۔ میرے مؤکلین نے وہ آرٹیکل جس کے متعلق آپ کو شکوہ ہے۔ بالکل نیک نیتی سے شائع کیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے حساب کتاب کی بعض باتوں کے متعلق توجہ دلا کر اس انجمن کو جس کے آپ صدر ہیں۔ اس بات کا موقعہ بہم پہونچایا تھا۔ کہ وہ ان بے ضابطگیوں کی اصلاح کر سکے۔ جن کے متعلق شکایت ہے۔ اگر ایسی بے ضابطگیاں رفع کر دی جائیں۔ یا ان کے وجود سے بھی انکار کر دیا جائے۔ تو میرے مؤکلین نہایت خوشی سے امر حقیقی کو شائع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تا کہ اس مضمون کی اشاعت سے اگر کسی قسم کا بُرا اثر پیدا ہوا ہو۔ تو وہ دُور ہو سکے۔ اور اگر آپ بہر حال معاملہ کو عدالت میں ہی لے جانے پر مصر ہیں۔ تو میرے مؤکلین کو بھی آپ کے تجویز کردہ راہ پر گامزن ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

فضل کریم بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل لاہور

بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس کا بارہواں سالانہ اجلاس

تار بنام الفضل

برہمن بڑیہ ۲۷ اکتوبر۔ سیکرٹری صاحب بنگال احمدیہ پولیٹیکل لیگ برہمن بڑیہ بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ بنگال احمدیہ کانفرنس کا بارہواں سالانہ اجلاس ۲۶ اکتوبر کو بھی جاری رہا۔ ملک غلام فرید صاحب ایم اے مسلم مشنری لنڈن نے اسلام کی دوسرے مذاہب سے رواداری اور حسن سلوک کی تعلیم کے متعلق اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ حاضرین نے جن میں کئی ایک غیر مسلم اصحاب بھی تھے۔ پوری توجہ اور دلچسپی سے سنا اور اختتام پر لیکچر میں بیان کردہ جذبات و خیالات پر اظہار پسندیدگی کیا۔ حاضرین کی درخواست پر کانفرنس کے پروگرام میں ایک یوم کا اضافہ کیا گیا۔ اور کانفرنس کا کام ختم کرنے کے بعد بنگال احمدیہ پولیٹیکل لیگ کا جو حال میں ہی بنائی گئی ہے۔ اجلاس ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس کئے گئے۔

(۱) یہ کہ بنگال احمدیہ پولیٹیکل لیگ ہندوستانی لیڈروں کی اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھتی ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق ایک کانسٹی ٹیوشن تیار کر دیا ہے۔

(۲) یہ کہ جو کانسٹی ٹیوشن آل پارٹیز کانفرنس نے تیار کیا ہے۔ وہ مسلمانوں کو منظور نہیں ہے۔ اور نیز وہ ان کے مفاد کے منافی ہے

(۳) یہ کہ اصلاحات کی آئندہ قسط مسلمانوں کے لئے مزید نقصان اور خطرات کا موجب ہو گی۔ اگر حسب ذیل باتوں کو مدنظر نہ رکھا گیا۔

الف۔ تمام ملک میں فیڈرل حکومت کا طریق صوبہ جات کی مکمل خود اختیاری کے ساتھ جاری کیا جائے۔

ب۔ سندھ کو علیحدہ کر کے وہاں اصلاحات کا نفاذ کیا جائے۔

ج۔ بلوچستان اور سرحدی صوبہ میں اصلاحات کا نفاذ کیا جائے۔

د۔ تمام صوبوں میں علیحدہ انتخاب کو قائم رکھا جائے۔ اور پنجاب اور بنگال میں تناسب آبادی کے لحاظ سے نشستوں کی تخصیص کر دی جائے۔

ہ۔ مرکزی حکومت میں مسلمانوں کو کم از کم ۱/۳ نیابت دی جائے۔

ز۔ تمام اقوام کو مذہبی آزادی اور اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے پوری پوری اجازت دی جائے۔

س۔ مذکورہ بالا ریزولیوشنز کی کاپیاں پریس اور حکومت کو ارسال کی جائیں۔

سیرت رسول کریم صلعم پر مضامین

لکھنے والے غیر مسلم اصحاب کو انعام

۱۷ جون ۱۹۲۸ء کے جلسوں کے موقعہ پر اعلان کیا گیا تھا کہ غیر مذاہب کے جو اصحاب اس موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر مضامین لکھ کر ارسال کریں گے۔ ان میں تین بہترین مضامین لکھنے والے اصحاب کو درجہ اول۔ دوم۔ سوم کے لحاظ سے یکصد اور پچاس اور پچیس روپیہ علی الترتیب انعام دیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد ۹ غیر مسلم اصحاب کی طرف سے مضامین دفتر ترقی اسلام میں پہنچے۔ اور میں خوشی سے اس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے مندرجہ ذیل تین اصحاب کے مضامین علی الترتیب درجہ اول۔ دوم۔ سوم کے انعامات کے مستحق قرار دئے گئے۔ جو عنقریب ان کی خدمت میں وہاں کی لوکل احمدیہ جماعتوں کے امراء یا پریذیڈنٹوں کے ذریعہ سے تقسیم کئے جائیں گے۔

درجہ اول:۔ رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی۔ یکصد روپیہ۔

درجہ دوم:۔ سردار کرتار سنگھ صاحب گیانی۔ کھاریاں ضلع گجرات۔ پچاس روپیہ۔

درجہ سوم:۔ لالہ بھگت رام صاحب جیو دیا پرچارک فیروزپور چھاؤنی۔ پچیس روپیہ۔

محمد دین۔ قائم مقام سکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان

سائمن کمیشن کا تار

بنام

سیکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ

جماعت احمدیہ بھیرہ کی طرف سے سائمن کمیشن کے نام جو تار خیر مقدم کا دیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں حسب ذیل پیغام موصول ہوا ہے

از اسسٹنٹ سیکرٹری انڈین سٹیٹیوٹری کمیشن نمبر جی ۲۵ ۲۸ء

کیمپ پونا۔ ۲۳ ۱۰/۲۸

بنام سکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ:۔

جناب من۔ مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں آپ کے تار مورخہ ۱۲ ۱۰/۲۸ کا شکریہ ادا کروں جس میں آپ نے مجلس نظام ہندوستان کو خیر مقدم کا پیغام تحریر کیا تھا۔ اور یہ کہ آپ کو یقین دلاؤں۔ کہ جن اہم امور کا اس میں آپ نے ایما کیا تھا۔ کمیشن ان پر پورا غور کرے گی"۔

دستخط اسسٹنٹ سیکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ ر نومبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنّاصِر

نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح

اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

بس اس وقت تک نہرو رپورٹ کے ان ضروری امور کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ جن کا تعلق مسلمانوں کے مطالبات کے ساتھ ہے۔ پس اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ بہت سے لوگ ہونگے۔ جو نہرو رپورٹ کے نقائص کو دیکھ کر یہ کہہ دینگے۔ کہ ہم اس رپورٹ کو تباہ کر دیں۔ لیکن میں اس رائے کے سخت مخالف ہوں۔ جو کچھ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ اس سے قارئین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اسلامی مفاد کی حفاظت کے معاملہ میں نہرو رپورٹ کی مخالفت میں کسی دوسرے شخص سے میں پیچھے نہیں ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ اپنے رنگ کی پہلی کوشش ہے۔ جس میں ہندوستانیوں کی طرف سے اپنے نصب العین کو تفصیلی رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اس لئے اس امر کی مستحق ہے۔ کہ اگر اس کی اصلاح ہو سکے۔ تو ہم اس کی اصلاح کر دیں۔ اور اسے اپنا متفقہ مطالبہ بنالیں۔ وہ قوم جو ہر روز نئے سرے سے کام شروع کرتی ہے اپنے کام میں ہرگز کامیاب نہیں ہوتی۔ نئے سرے سے کام شروع کرنے میں یہ نقص ہوتا ہے۔ کہ سب سوالات پر پھر نئے سرے سے بحث ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ ان امور پر وقت خرچ کیا جاتا ہے۔ جن پر ایک دفعہ وقت خرچ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور نیا جوش اور نیا ولولہ پھر اس مقام پر پہونچنے تک خرچ ہو جاتا ہے۔ جس مقام تک کہ ہم پہلے پہونچ چکے تھے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کولہو کے بیل کی طرح دماغ ۔ وقت ۔ روپیہ ملکی اتحاد کی قربانیوں کے بعد پھر اسی جگہ کھڑا رہتا ہے۔ جس جگہ کہ وہ اس تحریک سے پہلے تھا۔ وہ قوم جو نئے سرے سے ریل اور تار کی ایجاد میں مشغول ہوگی

تاکہ کسی کی ممنون احسان نہ ہو۔ کبھی دوسری اقوام کے مقابلہ پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہوگی۔ پس میرے نزدیک ہماری کوشش یہ نہ ہونی چاہیئے کہ ہم اس رپورٹ کو تباہ کر دیں۔ بلکہ یہ کہ ہم اس رپورٹ میں اصلاح کرلیں اور اگر اس رپورٹ کے مرتب کرنے والوں نے بعض اچھی باتیں لکھی ہیں تو ان کا فخر انہیں حاصل ہونے دیں۔ اور اپنے کام کی بنیاد حسد و افتراق پر نہیں بلکہ حب الوطنی اور اعتراف خدمات پر رکھیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہم اس طرح کام کریں گے۔ تو ہمارے لئے کامیابی آسان ہو جائیگی ہمیں یہ نہیں بھلانا چاہیئے۔ کہ اس رپورٹ کے لکھنے والے خواہ کتنے ہی تجربہ کار اور خیر خواہ ملک افراد ہوں۔ مگر پھر بھی وہ ایک خاص مذہب اور سوسائٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور طبعاً ان کا میلان اس مذہب و سوسائٹی کی طرف تھا۔ پس ہمیں ان کی اس بشری کمزوری اور نقص کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے معاملہ کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہوتا۔ تو شائد ہم میں سے بعض بھی یہی کمزوری دکھاتے۔ پس میرے نزدیک ملک کا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ ہم اس رپورٹ کو تنقیدی نگاہ سے دیکھیں۔ نہ کہ تردید کی نظر سے ؂

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ رپورٹ لکھنے والوں نے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ ان کی تجاویز ایسی ہیں۔ کہ اگر انہیں قبول کرنا ہو۔ تو کیجائی صورت میں وہ قبول کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ان کی اس رائے کا ملک پابند نہیں ہے۔ ان کے مدنظر رپورٹ لکھتے وقت یہ تھا۔ کہ ہم کچھ نہ کچھ کر کے دکھائیں۔ اور ہمارے مدنظر یہ ہوگا۔ کہ ہم اس کام میں سے اچھا اور برا الگ الگ چھانٹ لیں۔ پس ہمیں حق ہے۔ کہ ہم منہ سے بیان

کرسکے اپنے ہمسایوں سے کہیں۔ کہ آپ نے اپنی قوم کے فوائد کو سوچ لیا ہے۔ ہم نے اپنی قوم کے منافع پر غور کر لیا ہے۔ آؤ اب مِلکر فیصلہ کر لیں۔ کہ کس نقطہ پر ہم دونوں جمع ہو سکتے ہیں ؂

ووٹ دہندگی کا سوال غور طلب ہے

میرے نزدیک صرف انہی مطالبات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ بلکہ اس کے علاوہ اور بھی سوالات ہیں۔ کہ جن پر اسلامی نقطہ نگاہ سے غور کرنا ہمارے لئے ضروری ہے مثلاً ایک سوال حق ووٹ دہندگی کا ہے۔ یہ سوال بہت پیچیدہ ہے میرے نزدیک عورتوں کا بھی حق ہے۔ کہ وہ مشورہ میں حصہ لیں۔ اور ہم ایک حصہ انسانی کو اس کے حقوق سے یکسر محروم نہیں کر سکتے۔ لیکن دوسری طرف اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اگر ہر بالغ مرد و عورت کو ووٹ کا حق دیا جائے۔ تو مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔ مسلمان تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اور ان کی عورتیں ان کے مردوں سے بھی۔ پھر پردہ کا سوال ہے۔ ووٹ دینا اگر ہر ووٹر کے لئے جیسا کہ زیکو سلیویکیا اور بعض دوسری حکومتوں میں لازمی قرار دیا گیا ہے یہاں بھی لازمی قرار دیا جائے۔ اور نہ دینے والے کو سزا ملے۔ تب تو شائد مسلمان عورتیں ووٹ دینے کے لئے نکلیں۔ ورنہ قریباً ناممکن ہے۔ پس ہمارے لئے غور کر کے کسی درمیانی نتیجہ پر پہونچنا نہایت ضروری ہے ؂

خارجی تعلقات

دوسرا سوال خارجی تعلقات کا ہے۔ نہرو کمیٹی نے خارجی تعلقات کے متعلق صرف ایک مختصر سا نوٹ دیا ہے۔ اور نہایت ہوشیاری سے اس کی تفصیلات میں پڑنے سے گریز کیا ہے۔ لیکن جو کچھ انھوں نے اشارتاً کہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ ان کے بیان کا ماحصل یہ ہے۔ کہ برطانیہ ہندوستانی گورنمنٹ کی وساطت سے جو معاملہ ہندوستان کے ارد گرد کی ایشیائی حکومتوں سے کرتا ہے۔ وہی آئندہ ہندوستانی حکومت ان حکومتوں سے کرے۔ میرے نزدیک وہ دن اسلامی حکومتوں کے لئے نہایت ہی تاریک ہوگا۔ جب عرب پر اوم کا جھنڈا گاڑنے کی نیت رکھنے والے ہندوستان کی خارجی پالیسی کے نگران ہوئے۔ اور افغانستان ایران اور عرب کے تعلقات ان کے سپرد کئے گئے۔ انگلستان کے تعلقات ان ایشیائی حکومتوں سے بالکل اور اصول پر مبنی ہیں۔ ان کی پشت پر اقتصادی برتری کا خیال متحرک ہے۔ لیکن آزاد ہندوستان کی حکومت جو ابھی سے سیاسی برتری کے خواب دیکھ رہی ہے۔ ان تعلقات کو بالکل ہی اور نگاہ سے دیکھے گی۔ پس میرے نزدیک خارجی تعلقات برطانوی گورنمنٹ کے ہی ہاتھوں میں رہنے چاہئیں۔ سوائے ان چھوٹے معاملات کے جو تجارت ۔ مسافروں ۔ ڈاک خانہ اور اسی قسم کے چھوٹے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ورنہ ہندوستانی حکومت پاس کی اسلامی حکومتوں کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ دخل اندازی کی کوشش کرتی رہے گی ؂

احترام جمعۃ المبارک

تیسرا سوال جمعہ کے احترام کا سوال ہے۔ قومی زندگی کے برقرار رکھنے کے لئے یہ سوال نہایت اہم ہے اگر یہودی اپنی شریعت

کے نزول کے ساڑھے تین ہزار سال بعد اپنے سبت کی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور مسیحی اتوار کی حفاظت معاہدات کے ذریعہ سے کراتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمان جمعہ کی نماز کیلئے سہولت کو قانون کا ایک اہم جزو قرار نہ دیں۔

اسلامی مذہبی قانون

چوتھا سوال اسلامی مذہبی قانون کا ہے۔ ایک مشترکہ حکومت میں خالص اسلامی قانون تو رائج نہیں ہو سکتا۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اہلی اور عائلی معاملات میں اسلامی قانون کے نفاذ پر زور نہ دیں۔

ہائی کورٹوں کے جج

پانچواں سوال ہائی کورٹ کے ججوں کے متعلق ہے۔ صوبہ جات کی کامل خود اختیاری کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے نزدیک ضروری ہے کہ صوبہ جات کے ہائی کورٹوں کے جج صوبہ جات ہی کی طرف سے مقرر کئے جائیں۔ اور انہی کی کونسلوں کے فیصلہ پر ان کی علیحدگی وقوع میں آئے۔

نہرو رپورٹ نے اس کا اختیار گورنر جنرل کو دیا ہے۔ مگر آئینی گورنر جنرل اپنے وزراء کے مشورے پر کاربند ہونے پر مجبور ہوگا اور مرکزی حکومت کے وزراء تمام کے تمام یا اکثر ہندو ہی ہونگے پس اگر اس طریق کو جاری کیا گیا۔ تو تمام ہائی کورٹ ہندوؤں کے اختیار میں چلے جائیں گے۔ ہاں سپریم کورٹ گورنر جنرل کے ساتھ وابستہ ہونا چاہیئے۔

علاوہ ان معاملات کے جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ عام معاملاتِ حکومت کے متعلق بھی ہمارے لئے غور کرنا ضروری ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ نہرو رپورٹ کے لکھنے والوں نے ان نئی کانسٹی ٹیوشنز کا گہرا مطالعہ نہیں کیا۔ جو جنگ کے بعد نئی حکومتوں نے اپنے لئے تجویز کی ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ مزید غور سے نہرو رپورٹ کی تجویز کردہ کانسٹی ٹیوشن سے بہتر کانسٹی ٹیوشن تیار ہو سکتی ہے۔

ریاستوں کا سوال

ریاستوں کا سوال بھی ابھی حل نہیں ہوا۔ نہرو کمیٹی کا تجویز کردہ طریق عمل نہ معقول ہے۔ نہ ریاستوں کو منظور ہو سکتا ہے۔ انگریز تو ریاستوں پر اپنے غلبہ کی وجہ سے حکومت کر رہے تھے۔ آئندہ نظام حکومت میں ایک حصۂ ہندوستان کو دوسرے حصہ ہندوستان پر حکومت کرنے کا اختیار کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ مزید غور کے بعد ایک ایسا نظام تجویز کیا جائے۔ جو ایک طرف ہندوستان کے اتحاد میں فرق نہ آنے دے۔ اور دوسری طرف ہندوستان کے بعض حصوں کو دوسرے حصوں کے ماتحت نہ کر دے میرا خیال ہے۔ کہ اگر ریاستوں کو کامل خود اختیاری حکومت دے کر جس میں وہاں کے باشندوں کے حقوق کی بھی حفاظت کر لی گئی ہو۔ ایک مستقل انڈین امپیریل کانفرنس کی بنیاد رکھی جائے۔ اور سینیٹ کو اڑا دیا جائے۔ تو موجودہ مشکل کا ایک حل نکل سکتا ہے۔ اس کانفرنس میں صوبہ جات کے نمائندے مجلس کونسل کے نمائندے اور ریاستوں کے نمائندے ہوں۔ اور یہ دیکھ

امور کے متعلق فیصلہ کرے۔ جو صوبہ جات کے باہمی تعلقات یا اہم آل انڈیا معاملات سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ کانفرنس واضع قوانین نہ ہو۔ بلکہ تنفیذی ہو۔ یعنی ایڈمنسٹریٹو معاملات کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اس مجلس کو پریوی کونسل کے طور پر مزید حقوق کے ساتھ گورنر جنرل سے وابستہ کر دیا جائے۔ اور قانون اساسی کے اختلافات کے متعلق بھی یہی رائے دیا کرے۔

آل پارٹیز مسلم کانفرنس

خلاصہ یہ کہ ہمیں نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر مزید غور کرنا چاہئے اور اس کے لئے اول تو ایک آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد ہونی چاہئے۔ جس میں عام مسلمان فرقوں کے نمائندے طلب کئے جائیں مجھے اس بات کو معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے۔ کہ ایسی کانفرنس کی بنیاد لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلمان نمائندوں نے رکھ دی ہے۔ اور دسمبر میں اس کے انعقاد کی تجویز ہو رہی ہے۔ اس لئے مجھے اس امر پر زیادہ زور دینے کی تو اب ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن میں اس کانفرنس کے داعیان کو اس امر کی طرف توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کی دعوت کو جس قدر بھی زیادہ وسیع کریں۔ مفید ہوگا۔ اور ان کی کامیابی کا انحصار ان کی دعوت کی وسعت پر ہوگا۔ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ مخالف خیالات کے لوگوں کو کثرت سے دعوت دیں۔ کانفرنس میں بولنے والوں کے لئے وقت کی تعیین کر دی جائے۔ جو موافق و مخالف پر یکساں حاوی ہو۔ لیکن بولنے کا پورے طور پر ہر ایک کو موقعہ دیا جائے۔ اگر نہرو کمیٹی کے مخالف اور موافق دونوں فریقوں کو یکساں حقوق اور نمائندگی کے ساتھ اس میں شامل نہ کیا گیا۔ تو مسلمانوں کی آواز کبھی مضبوطی کے ساتھ بلند نہ ہوگی۔ مخالفت سچائی کو کمزور نہیں کرتی۔ بلکہ مضبوط کرتی ہے۔ ہمیں اپنے ذاتی خیالات پر اسلام اور مسلمانوں کے فوائد مقدم ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی شخص ہم سے بہتر خیالات رکھتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اس کے خیالات کو رد کر دیں۔ ہمیں اسے دُور ہٹانے کی بجائے اسے قریب بلانا چاہئے۔ اور اس کی رائے کو شوق سے سننا چاہیئے۔ کیونکہ رائے کی مضبوطی ہم خیالوں کی تائید سے نہیں۔ بلکہ مخالف کی تنقید سے ہوا کرتی ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اس کانفرنس میں نہرو کمیٹی پر اصولی بحث کریں۔ لیکن چونکہ ایسی کانفرنسوں میں تفصیلی طور پر غور کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے اصولی طور پر غور کرنے کے بعد ایک سب کمیٹی مقرر کرنی چاہیئے۔ جو نہرو کمیٹی پر تفصیلی اور باریک نگاہ ڈالے۔ اور اس کی خامیوں میں اصلاح کرنے کی اور کمیوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور ایک مکمل نظام تیار کرے جس میں نہ صرف اسلامی حقوق کی حفاظت کر لی گئی ہو۔ بلکہ دوسرے تمام امور کے متعلق بھی ایک مکمل قانون پیش کیا گیا ہو۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں پیش کرے۔ اور اگر کل مسلمان متحدہ طور پر اسے منظور کر لیں یا ان کی اکثریت اس کی تائید کرے۔ تو اس قانون اساسی کو شائع کر دیا جائے۔ کیونکہ ایک مکمل قانون اساسی جو اثر پیدا کر سکتا ہے وہ محض تنقید نہیں پیدا کر سکتی۔ نہرو کمیٹی نے جو اس وقت شور

پیدا کر دیا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ وہ ایک مکمل قانون ہے۔ پس جب تک ہم بھی نہرو کمیٹی میں مناسب اصلاحات کر کے ایک مکمل قانون نہیں پیش کریں گے۔ اس وقت تک دنیا ہمیں ایک عملی سیاست دان کی حیثیت میں نہیں۔ بلکہ ایک حاسد تنقید کرنے والے کی شکل میں دیکھے گی۔

نہرو رپورٹ کے خلاف پروپیگنڈے کی ضرورت

دوسری بات جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ یہ ہے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ میں جلسے کر کے یہ ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ سے ہم متفق نہیں ہیں۔ اور ان جلسوں کی رپورٹوں کو گورنمنٹ کے پاس بھی بھیجا جائے۔ کیونکہ تعاون یا عدم تعاون کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ نہرو کمیٹی گورنمنٹ کے حلقوں میں ایک خاص جنبش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے ایک پراثر اور پُرزور آواز نہ اٹھائی۔ تو یقیناً گورنمنٹ بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی خیال کریں گے۔ کہ مسلمان اس رائے سے متفق ہیں۔ اور اگر اس غلط خیال کے ماتحت آئندہ نظام حکومت میں بعض ایسی تبدیلیاں کر دی گئیں۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہوں۔ تو یقیناً جاری شدہ قوانین میں تبدیلی مشکل ہو جائے گی۔ اور سٹیٹس کا ٹیاتا مسئلہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت میں روک بن جائیگا۔

مسلمانوں کو حالات سے آگاہ کرنے کی ضرورت

علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ملک میں عام طور پر جلسے کر کے مسلمانوں کو ان کی بہتری اور ان کے فائدہ سے آگاہ کیا جائے نہرو رپورٹ کے حامی ہر جگہ پہونچکر اپنے خیالات منوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے مخالفوں میں سے بہت ہی کم ہیں۔ جو عامتہ المسلمین کو اس کی خرابیاں بتانے کی طرف متوجہ ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ سیاست کے پیچیدہ مسائل بغیر سمجھائے کے عوام کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ مسٹر گاندھی کی ساری طاقت ان کے روئے سخن کی تبدیلی میں پوشیدہ تھی۔ ان سے پہلے لیڈر ملک کے بہترین دماغوں کو مخاطب کرنے میں ہندوستان کی کامیابی کا راز مضمر سمجھتے تھے۔ گاندھی نے اپنا رُخ عوام الناس کی طرف پھیر دیا۔ اور اسمیں کیا شبہ ہے۔ کہ حکومت جمہوری کا مطالبہ کرنے والے جمہور کو اپنے ساتھ ملائے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ ایک طرف تو جمہوری حکومت کا مطالبہ کرے اور دوسری طرف جمہور سے پیٹھ پھیرے رکھے۔ پس ضروری ہے کہ عامتہ المسلمین کو موجودہ حالات سے آگاہ کیا جاوے۔ اور ہر شہر ہر قصبے اور ہر گاؤں میں جلسے ہوں اور مسلمانوں کو حقیقت حالات سے آگاہ کیا جاوے۔ اور ان کی رائے کو مضبوط کیا جائے۔ بڑے آدمیوں کی کانفرنس صحیح نتیجہ پر پہونچنے میں بیشک ممد ہو سکیگی لیکن وہ اس وقت تک کامیاب بنا دینے والے زور سے خالی رہیگی۔ جب تک جمہور اس کی پشت پر نہ ہوں۔

جماعت احمدیہ ہر جائز اعانت کیلئے تیار ہے

میں اور احمدیہ جماعت اس معاملہ میں باقی عام مسلمان

فرقوں کے ساتھ مل کر ہر قسم کی جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں اور میں احمدیہ جماعت کے وسیع اور مضبوط نظام کو اس اسلامی کام کی اعانت کے لئے تمام جائز صورتوں میں لگا دینے کا وعدہ کرتا ہوں ؛

انگلستان کی رائے کو بدلنے کی کوشش

ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہم انگلستان کی رائے پر بھی اثر ڈالنے کی کوشش کریں، میں نے سردست اس کے لئے یہ تجویز کی ہے۔ کہ اپنے اس مضمون کا انگریزی ترجمہ کرا کے پارلیمنٹ کے ممبروں اور دوسرے ذمہ دار انگریزوں میں تقسیم کراؤں۔ تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ نہرو رپورٹ کے لکھنے والے فرقہ وارانہ تعصب سے بالا نہیں رہ سکے۔ اور اس میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت پورے طور پر نہیں کی گئی ؛

ممبران پارلیمنٹ سے تعلقات کا فائدہ

مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ ہندو انتہا پسند باوجود اپنے عدم تعاون کے دعووں اور سٹیجوں پر کھڑے ہو کر گورنمنٹ برطانیہ کو گالیاں دینے کے برطانوی پارلیمنٹ کے ممبروں کو اپنے زیر اثر لانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ اس وقت دو تین درجن پارلیمنٹ کے ممبر انتہا پسند ہندوؤں کے گہرے دوست ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمانوں سے حقیقی رنگ میں ہمدردی رکھنے والا ایک ممبر بھی نہیں۔ اسی طرح انگریزی پریس کے ایک حصہ پر بھی ہندو اثر رکھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور اس وجہ سے انگلستان کے سیاسی حلقوں میں ہندوؤں کی آواز کو جو اثر حاصل ہے۔ مسلمانوں کی آواز اس سے محروم ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک ہندو عدم تعاونی کو تو ضرورت معلوم ہو کہ وہ باوجود عدم تعاون پر عمل کرنے کے شخصی طور پر انگریز مدبرین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے یہ کام حرام ہو۔ زیادہ سے زیادہ ایک عدم تعاونی یہی کہیگا۔ نا کہ انگریز ہمارے دشمن ہیں۔ لیکن کیا کوئی عقلمند بھی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ دشمن کے آدمی کو توڑ کر اپنے ساتھ ملانا بُرا ہے میں تو انگریزوں کو اپنا دوست ہی سمجھتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ انگریزوں اور اسلام کا مستقبل روز بروز متحد ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن جو انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ دشمن کے آدمیوں کو توڑ کر اپنے ساتھ ملانے سے بڑھکر اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ تو جنگ کی حکمتوں میں سے ایک بہترین حکمت ہے۔ اور جنگی حکمتوں کو ترک کرنے والا خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

مسلمانوں کو نصیحت

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے تمام مسلمانوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ یہ وقت ان کے لئے بہت نازک ہے چاروں طرف سے تاریک بادل اُمڈے آرہے ہیں۔ زمانہ مسلمانوں کو ایک اور زخم دینے کو تیار ہے۔ ایک دفعہ پھر وہ بنیادیں جن پر انہیں عظیم الشان اعتماد تھا ہل رہی ہیں۔ وہ عمود جن پر ان کے نظام کی چھتیں رکھی گئی تھیں۔ متزلزل ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں وہ اپنا سپاہی سمجھتے تھے۔ دشمن کی فوج میں شامل ہو کر ان سے لڑنے پر آمادہ ہیں۔ ان کی عقل اور ان کی دانش کے امتحان کا وقت پھر آرہا ہے۔ خدا پھر دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ پچھلی مصیبتوں سے انہوں نے کیا حاصل کیا ہے۔ اور پچھلی تجربوں نے انہیں کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ پس یہ وقت ہے کہ وہ بیدار ہوں۔ ہوشیار ہوں۔ زور دار تحریروں اور لچھے دار تقریروں کی سحر کاریوں سے متاثر ہونے کی بجائے ان آنکھوں سے کام لیں۔ جو خدا نے انہیں دی ہیں۔ اور ان کانوں سے کام لیں۔ جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے۔ اور اس دل و دماغ سے کام لیں۔ جو ان کے رب نے انہیں بخشا ہے۔ اور اس بات کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ کہ وہ ذلت کی چادر جو انہیں پہنائی جاتی ہے۔ وہ اسے ہرگز نہیں پہنینگے۔ خدا نے مسلمانوں کو معزز بنایا تھا۔ مگر انہوں نے خود اپنے لئے ذلت خریدی۔ لیکن اب ان کو چاہیئے۔ کہ وہ ذلت کے جامے کو اتار پھینکیں اور اپنی موروثی عزت کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لیں۔ ہاں مگر یاد رہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تو جس سے محبت کرتا ہے۔ اس سے بھی حدود کے اندر ہی محبت رکھو۔ اور جس سے بغض رکھتا ہے۔ اس سے بھی حدود کے اندر ہی بغض رکھ۔ شرافت کا امتحان مخالفت ہی کے وقت میں ہوتا ہے۔ پس اپنے حقوق کے لئے پوری جدوجہد کریں۔ لیکن ایسے ذرائع اختیار نہ کریں۔ جو دین اور دیانت کے خلاف ہوں میں حیران ہوں کہ کیوں ان لوگوں کے منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو مخالف خیالات رکھتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ان کی سنیں۔ اور اپنی سنائیں۔ خیالات کا اختلاف تو دنیا کی ترقی کی کلید ہے۔ پس اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی بددیانتی کرتا ہے۔ تو اپنی بددیانتی کی سزا پائیگا۔ لیکن اگر وہ نیک نیتی سے ہمیں اپنے خیالات سنانا چاہتا ہے۔ تو اس کی مخالفت کر کے خواہ ہم حق پر ہی ہوں۔ اپنے لئے نیکی کے دروازے بند کر دیں گے۔ بجائے جنگ و جدل کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ایک مستقل اور نہ ختم ہونے والی جدوجہد کو اختیار کریں۔ اور گالی کا جواب محبت سے اور سختی کا جواب نرمی سے دیں۔ تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو۔ کہ ان کے اندر ایک ایسی طاقت ہے۔ جسے بغض و عناد کی آندھیاں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ وہ اپنے نفوس پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور مضبوط چٹانوں کی طرح ہیں۔ جو ہر حالت میں اپنی جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ نہ کہ چھوٹے کنکروں کی طرح کہ جو تھوڑی سی ہوا پر ادھر مچا دیتے ہیں ؛

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد

فریب اکثریت

مسلمانوں کے وہ دوست نما دشمن جو لکھنؤ میں ان کی بربادی کی سکیم پر مہر تصدیق ثبت کر آئے ہیں۔ اپنی اس ملت فروشی کیلئے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ اور مسلمانوں کو یہ کہکر دھوکا دے رہے ہیں۔ کہ ہماری پنجاب میں اکثریت ہے۔ اور ہم ہندوؤں سے اپنے حقوق بائیں ہاتھ سے رکھوالیں گے۔ چنانچہ اخبار زمیندار (۱۹ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"پنجاب میں مسلمانوں کی چھپن فیصدی آبادی ہے۔ اور بعض اضلاع میں تو مسلمانوں کی ایسی غالب اکثریت ہے۔ کہ ان کی آبادی ۸۶ اور ۹۰ فیصدی تک پہونچی ہوئی ہے۔ لیکن باوجود اس کے شور مچایا جاتا ہے۔ کہ نشستوں کی تخصیص ضروری ہے۔ .... کیا اکثریت کا تخصیص پر اصرار کمزوری اور ضعف کی دلیل نہیں"

پھر حاجی ظفر علی خاں صاحب اسی پرچہ میں لکھتے ہیں:۔

کیا حریفوں کا انہیں ڈر جن کو ہو خوفِ خدا
اور پھر اس پر اکثریت جن کی آبادی میں ہو

گویا پنجاب کے بعض اضلاع میں مسلمانوں کی اکثریت آبادی ان کے ہر قسم کے حقوق کے تحفظ کی ضامن ہے۔ لیکن اخبار زمیندار جیسے مدعی ہمہ دانی کی طرف سے ایسی نامعقول اور بودی دلیل کا پیش کرنا سراسر دھوکا اور فریب ہے۔ اس وقت جب مسلمانوں کی اسی اکثریت کے باوجود اور ایک ایسی حکومت کے زیر سایہ جو حتے الامکان کسی ایک قوم کو دوسری کے حقوق پر قابض نہیں ہونے دیتی۔ یا کم از کم دونوں میں مساوات قائم رکھنے کی مدعی ہے۔ اور جس کے خوف سے ہندو علانیہ مسلمانوں کو نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ مسلمان اس کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ اور ہندوؤں کو ان پر ہر طرح تفوق و برتری حاصل ہے اور باوجودیکہ حکومت سے استمداد کا دروازہ ان کے لئے کھلا ہے وہ اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ تو موجودہ نظام حکومت تبدیل ہو جانے پر اسلامی اکثریت میں یکایک کیا تغیر پیدا ہو جائیگا کہ ان کے لئے کسی قسم کے خطرہ کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا اس وقت تو ہندوؤں سے باز پرس کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ اور وہ اپنی من مانی کاروائیاں کرنے کے لئے آزاد ہونگے ؛

یورپین عورتوں کی ترقی

اس دنیا کی زندگی کو اگر گاڑی فرض کر لیا جائے۔ تو مرد اور عورت اس گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اور جب تک ایک پہیہ کمزور اور ناقص ہوگا۔ یہ گاڑی کامیابی اور سرعت کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اہل یورپ نے اس راز کو سمجھا ہے۔ وہ عورتوں کو مفید تعلیم دیکر اور اچھی تربیت کر کے انہیں اپنی خداداد استعدادوں کو ظاہر کرنے کے مواقع بہم پہونچاتے ہیں۔ اور مشاہدہ سے یہ امر ثابت ہے۔ کہ ان کی عورتیں قومی و ملکی ترقی کی جدوجہد

میں اپنے مردوں سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ چنانچہ یورپین عورتوں نے گذشتہ دس سال میں پانچ ہزار ایجادیں کی ہیں۔ جن میں سے ۱۳۸۵ امور خانہ داری سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۱۰۹۰ تعلیم او رنج کے کاموں کے متعلق ہیں۔ ۲۲۱ زراعتی ۲۲۳ دستکاری ۵۵۳ تجارتی ۲۲۴ عمل جراحی ۱۲۹ حفظان صحت اور اسی طرح باقی بھی زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں اگر غور کیا جائے۔ تو یورپ کے تمول اور دولت وثروت اور ہندوستان کی مفلوک الحالی اور ناداری کی سب سے بڑی وجہ یورپ اور ہندوستان کی عورتوں میں یہ بیّن تفاوت ہے ؛

ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ آج بھی جب دوسرے ممالک اس قدر ترقی کر چکے ہیں۔ یہاں لاتعداد ایسے لوگ آباد ہیں۔ جو عورت کی خوبی اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ وہ جاہل مطلق اور تعلیم سے کلیتہً ناآشنا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عورت کو بھی خالق حقیقی نے ویسا ہی دماغ اور ویسی ہی قابلیت عطاء کی ہے۔ جیسی مرد کو ودیعت فرمائی ہے اور ہم تھوڑی سی توجہ اور محنت سے اسے اپنے لئے مفید اور بابرکت بنا سکتے ہیں۔ اور جب تک ہم اس طرف متوجہ نہ ہوں گے ہمارا دوسرے متمدن ممالک کی صف میں کھڑا ہونا سخت مشکل ہے ؛

لاہور میں حادثہ بمب

۲۳ ؍اکتوبر ۱۹۲۶ء جب لاہور کے لوگ دسہرہ کا میلہ دیکھکر اپنے گھروں کو واپس آرہے تھے۔ شاہی دروازے کے قریب ایک مہلک بم پھٹا جس سے قریباً دس آدمی مر چکے ہیں۔ اور زخمیوں کی ایک کثیر تعداد مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج ہے۔

۱۹۲۶ء میں بھی اسی موقعہ اور اسی دن ایسا ہی خطرناک بمب پھینکا گیا تھا۔ اور چونکہ آج تک اس جرم میں کوئی شخص گرفتار ہو کر سزایاب نہیں ہو سکا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص یا جماعت کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ جو اس شیطنت اور سفاکی کی ذمہ دار ہے۔ ناکردہ گناہ اور بالکل بے خبر لوگوں کو ایسے ظالمانہ طرز پر ہلاک یا زخمی کرنا نہایت بزدلانہ اور خلاف انسانیت فعل ہے۔ اور دنیا کا کوئی شریف انسان ایسے افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے والوں پر نفرین کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ حکومت نے اس شخص یا ان اشخاص کے لئے مبلغ دس ہزار روپے انعام کا وعدہ کیا ہے۔ جو ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں حکومت کو مدد دیں گے اور انھیں گرفتار کرائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ پولیس کے محکمہ کو بھی اس کا سراغ لگانے میں پوری پوری مستعدی اور جانفشانی سے کام لینا چاہیئے موجودہ واقعہ بہت حد تک ۱۹۲۶ء کے حادثہ کے مجرمین کے صاف بچ کر نکل جانے کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اب بھی مجرم گرفتار نہ ہو سکے۔ تو ممکن ہے۔ آئندہ وہ کسی اس سے بھی زیادہ سنگدلانہ فعل کا ارتکاب کریں۔ ہمیں اس حادثہ کے ستم رسیدگان سے دلی ہمدردی ہے ؛

زمیندار کے "آقائے ظفر علی خاں" کو دہلی کی جامع مسجد میں جو حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ معاصر الامان دہلی (۱۵ ؍اکتوبر) راوی ہے۔ کہ آپ نے کمپنی باغ دہلی کے جلسہ میں اسے اپنی "بہت بڑی فتح" سے تعبیر کیا۔ اور فتح بھی ایسی کہ جس کی مثال دنیا کے کسی بڑے سے بڑے جرنیل اور سپہ سالار کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ اور سوائے "اس فتح کے جو رسالت مآب کو مکہ معظمہ میں ہوئی تھی" تاریخ عالم اس کی کوئی اور نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ؛

لیکن زمیندار (۲۵، ۲۶ ؍اکتوبر) راوی ہے۔ کہ اس واقعہ سے "ملک بھر میں غم و غصہ کی لہر" موجزن ہے۔ اور اسے "دہلی کے لفنگوں کی شرمناک شرارت" قرار دیتا ہے ؛

اب قابل دریافت امر یہ ہے۔ کہ جب دہلی میں ظفر علی صاحب کو ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ کہ جس کی مثال سوائے سرور انبیاء کی زندگی کے اور کہیں نظر ہی نہیں آتی۔ تو "ملک بھر میں غم و غصہ کی لہریں" کس وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ کیا اپنے کسی محسن کی ایسی عدیم المثال فتح پر "غم و غصہ کی لہریں" پیدا ہوا کرتی ہیں۔ یا مسرت و انبساط کی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوتے کھانے کی جو ادنیٰ "آقائے ظفر علی خاں" کو سوجھی تھی انہوں نے زمیندار کے نخیلات مآب مدیر کو آگاہ نہیں کیا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اسے ملک بھر میں "غم و غصہ کی لہر" پیدا کرنے والی "دہلی کے لفنگوں کی شرمناک شرارت" قرار دیکر اپنے آقائے نامدار کی تردید کر کے نمک حرامی کا مرتکب ہوتا ؛

ناظرین اب اس "ملک بھر میں اور ملک کے طول و عرض میں غم و غصہ کی لہر" کی حقیقت بھی سن لیجئے۔ زمیندار کے یہ مقررکردہ عنوانات دیکھکر تو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قریہ میں "دہلی کے لفنگوں کی شرمناک شرارت" کے خلاف احتجاج کیلئے جلسے ہو رہے ہیں۔ جس کی اطلاعات بذریعہ تار مدیر زمیندار کو دھڑا دھڑ موصول ہو رہی ہیں۔ اور بعید نہیں کہ ظفر علی صاحب کے جاں نثار خدام دہلی پر ہلہ بول دیں۔ اور اسے تہ و بالا کر کے رکھدیں۔ لیکن اس عنوان کے نیچے جو کچھ درج ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ ایک لدھیانوی صاحب کرنال سے دہلی کے غنڈوں پر "آقائے ظفر علی خاں" پر جوتے اچھالنے" کے باعث بگڑ رہے ہیں۔ اور دوسرے صاحب کھنہ ضلع لدھیانہ میں بیٹھے ہوئے اہل دہلی کو کوس رہے ہیں ؛

مدیر زمیندار کا کرنال اور کھنہ کے دو اشخاص کی انفرادی رائے کو "ملک کے طول و عرض میں غم و غصہ کی لہر" قرار دینا اور پھر اپنے آپ کو نہایت دیانت دار صحیفہ نگار اور با اصول اخبار نویس بھی کہنا نہایت ہی تعجب انگیز ہے۔

کچھ دنوں سے اخبار زمیندار نے "رہنمایان خلافت" کو "مولانا" کی بجائے "آقائے" کے لقب سے ملقب کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس کی یہ وجہ بیان کی ہے۔ کہ چونکہ کچھ ایسے فرومایگان تہی مغز جن کا ہر فعل اسلام کی سیزدہ صد سالہ شرافت کے لئے پیام مرگ ہے۔ جن کی ہر حرکت ناموس وطن کی رگ گلو کے حق میں الٹی چھری ہے۔ جن کی ہر بات دنائت اور کمینگی کی جیتی جاگتی مورت۔ بولتی چالتی تصویر ہے۔ مولانا کہلاتے ہیں" اس لئے "رہنمایان خلافت" کا مولانا کہلانا اس محترم خطاب کی کھلی ہوئی توہین ہے"

زمیندار کا "رہنمایان خلافت" کو مولانا کے لقب سے محض اس لئے محروم کرنا۔ کہ چند نااہل اور "فرومایگان تہی مغز اس "حلقہ رنگین میں آگھسے ہیں"۔ اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ اس کے دل میں "رہنمایان خلافت" کا حد سے زیادہ احترام ہے اور وہ انہیں ان لوگوں سے ممتاز کرنا چاہتا ہے۔ جن کی ہر حرکت اور جن کا ہر فعل اسلام کی سیزدہ صد سالہ شرافت کے لئے پیام مرگ ہے۔ چنانچہ اس نے "آقائے" کا امتیازی نشان مقرر کر کے رہنمایان خلافت اور ایسے فرومایگان تہی مغز" کے درمیان ایک مابہ الامتیاز قائم کر دیا ہے۔ اور ان مقدس ہستیوں کو ایسے بدنام کنندگان اسلام سے الگ کر دیا ہے۔

جن لوگوں کا "ہر فعل اسلام کی سیزدہ صد سالہ شرافت کے لئے پیام مرگ ہے" یہ یقینی امر ہے۔ کہ ان کا وجود اسلام کے لئے باعث صد ننگ و عار اور موجب ذلت و رسوائی ہے اور ان کے وجود سے نہ صرف "مولانا" کا معزز لقب بلکہ خود لفظ "اسلام" بھی بدنام ہو چکا ہے۔ پس ہمارے خیال میں زمیندار کو ان مقدس اور واجب الاحترام بزرگوں کے لئے کوئی بھی ایسا لقب نہیں لکھنا چاہیئے۔ جسے یہ بدنام کنندگان اسلام اور اسلام کی "سیزدہ صد سالہ شرافت کے لئے پیام مرگ" کا حکم رکھنے والے "فرومایگان تہی مغز" اور "دنائت و کمینگی کی جیتی جاگتی مورتیں" اور "بولتی چالتی تصویریں" اپنے لئے استعمال کرتی ہیں اور چونکہ یہ لوگ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لئے ہم زمیندار سے سفارش کرتے ہیں "کہ مقدس رہنمایان خلافت کے لئے آئندہ کوئی اور لقب اختیار کرے۔ اور انھیں مسلمان نہ لکھا کرے" کیونکہ ان کا مسلمان کہلانا انہیں ان لوگوں کے زمرے میں شامل کر دیتا ہے۔ جو بدنام کنندہ اسلام ہیں اور یہ ان "بزرگوں کی کھلی ہوئی توہین ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا۔
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا۔
کرونگا دُور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اِک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے۔ اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کیسے مختصر الفاظ ہیں۔ کیا ہی سادہ اشعار ہیں۔ ایک سرسری نظر سے دیکھنے والا بغیر کسی قسم کی توجہ کے ان پر عبور کر جاتا ہے۔ اور کم فہم انسان ان کو اشعار سمجھ کر چھوڑ جاتا ہے۔ اور کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ مگر یہ اشعار ایسی زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور صاف پتہ لگتا ہے۔ یہ انسانی باتیں نہیں۔ اور کوئی بھی ایسی باتیں نہیں بتا سکتا۔ جب تک کہ روح القدس کی مدد اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور کوئی انسان اپنے منہ سے ایسے الفاظ نہیں نکال سکتا جب تک کہ وُہ فلا یظہر علےٰ غیبہ احداً الامن ارتضیٰ من رسول کے مقام پر کھڑا نہ کیا گیا ہو۔ بیشک اولیاء اور صلحاء کو بھی غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اور بے شک ایک آدھ بات گاہے کافروں پر بھی ظاہر کر دی جاتی ہے۔ مگر کثرت سے اور کھول کر غیب کی باتیں انہی ہستیوں کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔ جو دنیا کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجے جاتے ہیں ؎

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے ایک بشارت دیتا ہے۔ جو میری صداقت کی دلیل ہوگی۔ اور میرے دشمنوں کو جو کہتے ہیں۔ کہ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس نشان کے ذریعہ سے نیچا دکھائے گا۔ اور پھر یہی نہیں۔ بلکہ جو لوگ اس نشان کی ہتک کرنا چاہیں گے۔ انھیں بھی ذلیل کرے گا۔

کس چیز کی ہے وہ بشارت؟ اور کیا ہے وہ نشان؟ یہ کہ "بشارت دی۔ کہ اک بیٹا ہے تیرا" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بشارت دی ہے۔ کہ میں تجھے ایک بچہ دونگا۔ اور وہ ہوگا بھی لڑکا۔ یہ قبل از پیدائش لڑکے کی خبر دینا بھی ایک نشان ہے۔ مگر یہی نشان نہیں بتایا۔ بلکہ اگلے اشعار میں اس نشان کے عظیم الشان ہونے کی بھی خبر دی ہے۔

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

یہی نہیں۔ کہ اس نے یہ بشارت دی ہے۔ "ایک لڑکا ہوگا" بلکہ یہ بھی بشارت دی ہے۔ کہ وہ ایک لمبی عمر پائے گا۔ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں فنا ہونے۔ اور اس سے کامل محبت رکھنے کی وجہ سے اس کا محبوب ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس سے محبت رکھے گا۔ اور کون ہے جو اللہ تعالےٰ سے جنگ کرنے کی تاب لا سکے۔ اور اس کے محبوبوں کو ذلیل کر سکے ؎

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ بھی بشارت دی ہے۔ کہ

"کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا"

تو سورج ہے۔ اور بہت سے لوگ بوجہ اپنی آنکھوں کی کمزوری اور بصارت میں نقص کے تجھے پہچان نہیں سکتے۔ مگر وُہ لڑکا مہ ہوگا۔ وُہ تجھ سے نور حاصل کرے گا۔ اور پھر اس طرح بہت سے کمزور آنکھوں والوں کی ہدایت کا موجب ہوگا۔ اور جو لوگ سورج کی تیز روشنی سے بوجہ اپنے نقص بصارت کے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ وہ اس چاند کے نور سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور ابدی جہنم۔ اور جھلس دینے والی آگ سے محفوظ ہو جائینگے ؎

پھر جس طرح چاند بتا رہا ہے۔ کہ صرف میرا ہی وجود نہیں بلکہ ایک ہستی مجھ سے بھی بڑھکر ہے۔ وہی جس سے میں نے نور حاصل کیا۔ اور جبکہ سورج لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔ چاند ہی ہے جو سورج کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح وہ لڑکا بھی مہ ہوگا وُہ تجھ سے نور لے گا۔ اور تیرے دعوے کی صداقت پر بین دلیل ہوگا بے شک وہ مہ ہوگا۔ مگر پھر بھی بہت سے لوگ اپنے بغض و کینہ اور حسد کی اس آگ کی وجہ سے جو ان کے سینوں میں جل رہی ہوگی چاہینگے۔ کہ اس کی روشنی کو چھپا دیں۔ اور اس کے نور پر الزامات کی سیاہ چادر ڈال دیں۔ تا وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے اور وہ چاہیں گے۔ کہ اس کی چمک کو دنیا کے سامنے اندھیرے کی صورت میں ظاہر کریں۔ مگر میں اس کے نور کو چھپنے نہ دونگا۔ اور جس طرح چاند پر تھوکنے والے کا تھوک اسی پر آ پڑتا ہے۔ اسی طرح اس پر الزامات لگانے والوں کے الزامات انہیں پر پڑینگے۔ وُہ مہ ہے اور مہ کی طرح آسمانوں کی بلندیوں پر چمکے گا۔ اور زمینی لوگ اسے کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے ؎

دِکھاؤں گا۔ کہ اک عالم کو پھیرا

یعنی میں اس مہ کو اس طرح مہ ثابت کر دونگا۔ کہ جس طرح مہ کی روشنی ایک عالم پر چھا جاتی ہے۔ اسی طرح اس کا نور بھی ایک عالم پر چھا جائیگا۔ اور بہت سے لوگ اس کے نور سے منور ہونگے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اس ہستی کی تعلیم جسے اس نے دنیا میں نبی اور سورج بنا کر بھیجا ہے۔ اُس کے لڑکے کے زمانہ میں جو بوجہ سورج سے روشنی حاصل کرنیکے مہ کی مانند ہوگا دنیا کے کناروں تک پہنچائیگا۔ اس کے زمانہ میں احمدیت بہت پھیلے گی۔ اور یہی نہیں کہ احمدیت پھیلیگی۔ بلکہ ہر قسم کے لوگوں کا اس کی طرف رجوع ہوگا۔ دینی لوگ دینی معاملات میں اس سے ہدایت پائیں گے۔ اور دنیوی لوگ دنیوی امور میں اس کے نور سے روشنی لیں گے ؎

بشارت کیا ہے۔ اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پاک ہے وہ خدا جس نے میرے دشمنوں کو اپنی اس بشارت کے ذریعہ ذلیل کیا۔ اور مبارک ہے وُہ جس نے الاعادی اس لڑکے کے دشمنوں کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔ اس میں پیشگوئی فرمائی کہ جس طرح اے مسیح موعودؑ تیرے کام اور تیرے نام کے دشمن ہیں اور وُہ ذلیل ہونگے۔ اسی طرح اس تیرے فرزند دلبند گرامی ارجمند کے نام اور کام کے حاسد و دشمن ہونگے۔ جو بالآخر ذلیل و رسوا ہونگے۔ پس ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ پاک ہے وہ خُدا جس نے مسیح موعودؑ کو دنیا میں نبی بنا کر بھیجا۔ اور اس کی تعلیم کو دنیا میں پھیلایا۔ اور اس کو بامُراد۔ اور اس کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔ اور وہ ہر قسم کے عیوب سے منزہ ہے۔ وُہ ذات جس نے اس مہ کو مہ بنایا۔ اور پھر ایک عالم کا رجوع اس کی طرف کیا۔ اور اس سے بغض و کینہ رکھنے والوں کو ذلیل کیا۔ کر رہا ہے۔ اور کرے گا فسوف تبصرون ؏

خاکسار مرزا ناصر احمدؐ۔

"الفضل" کے وی پی

جن خریداران الفضل کا چندہ سالانہ یا ششماہی ۱۵ اکتوبر تا ۱۵ نومبر ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام "الفضل" ۸ نومبر کو وی پی کیا جائے گا۔ امید ہے۔ وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دینگے ؎

یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ مگر جن اصحاب کی طرف سے وی پی انکاری آتے ہیں۔ ان کے نام کا پرچہ تا وصولی قیمت امانت میں رکھا جاتا ہے۔

الفضل کے خریداروں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے احباب نہ صرف سابقہ خریداری کو قائم رکھیں۔ بلکہ اور دوستوں کو بھی اس کے خریدار بنائیں ؎

مہتمم طبع و اشاعت قادیان دارالامان

نہرو رپورٹ کے خلاف جلسے

۱

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۲۸/۱۰/۲۳ بسرپرستی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ انبالہ شہر زیر صدارت شیخ محمد ظہیر الدین۔ صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی سکرٹری انجمن اسلامیہ و پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ انبالہ مسلمانان انبالہ شہر کا ایک عظیم الشان جلسہ میدان محلہ منڈی میں منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ لالہ دنی چند صاحب بھی جو نہرو رپورٹ کے خاص حامیوں میں سے ہیں۔ موجود تھے۔ میاں محمد یوسف صاحب نے نہرو رپورٹ کے نقائص اور اس سے مسلمانوں کو جو نقصان پہونچتا ہے واضح طور پر اپنی تقریر میں بیان کرتے ہوئے اس کی نسبت ناپسندیدگی کا ریزولیوشن پیش کیا۔ اور میر حامد علی صاحب میونسپل کمشنر کی تائید اور خاکسار کی تائید مزید سے تمام حاضرین نے متفقہ طور سے اسے منظور کیا

خاکسار عبد الغنی۔ احمدی۔ از انبالہ شہر

۲

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۲۸/۱۰/۲۰ کی شام میں نے چک ۔۔ کے چوک میں جلسہ کر کے حاضرین کو جن میں مسلمان اور سکھ موجود تھے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے بعض وہ حالات سنائے۔ جو مسلمانوں اور سکھوں کے حقوق کے منافی ہیں۔ اور ایک متفقہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ یہ رپورٹ ہمیں منظور نہیں ہے۔ نیز سائمن کمیشن کو خیر مقدم کا تار ارسال کیا گیا۔ مولا بخش نمبردار سکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۹۵ جنوبی سرگودہا۔

پادری عبدالحق کی کھُلی چِٹھی کا جواب

اخبار "نور افشاں" کی اشاعت ۱۹ر اکتوبر میں پادری عبدالحق صاحب کی طرف سے ایک "کھلی چٹھی" شائع ہوئی ہے۔ جس میں آپ نے "الفضل" ۲ر اکتوبر کے نوٹ "پادری عبدالحق صاحب کا چیلنج منظور" کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ پادری صاحب کی ستم ظریفی کا یہ عالم ہے۔ کہ آپ اب اصل چیلنج (مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جولائی) کو جس پر یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور جس کی منظوری آپ "نور افشاں" ۲ر اگست میں دے چکے ہیں۔ صرف ایک "مسلّم چیلنج" اور "مفروضہ چیلنج" قرار دیتے ہوئے اس کے جواب میں ہنوز "نور افشاں" کی کسی آئندہ اشاعت میں یسوع مسیح کی چند پیشگوئیوں کے لئے انتظار کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ بہت خوب! ؎ کجا آں شور اشوری کجا ایں بے نمکی

ہاں آپ صرف ایک نئے چیلنج پر اصرار کر رہے ہیں۔ جس کی منظوری ہم "الفضل" ۱۲ر اکتوبر میں شائع کر چکے ہیں۔

شرائطِ مناظرہ شرائط مناظرہ جو پادری صاحب نے پیش کی تھیں۔ ان پر ہم "الفضل" کی محولہ بالا اشاعت میں لکھ چکے ہیں۔ پادری صاحب نے اب پھر حسب عادت "ہمچو من دیگرے نیست" کی بانگ بے ہنگام کے ماتحت ایک طویل تحریر شائع کرائی ہے۔ جس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے آپ کی حق پژوہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ بہرحال ہم مختصر طور پر اس کا جواب درج ذیل کرتے ہیں۔

شرط اوّل۔ آپ لکھتے ہیں۔ "ہم آپ کے مسلمات میں سے مسیحیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی منتخب کرتے ہیں۔ اس میں آپ مدعی ہونگے۔ اور ہم معترض۔ اسی طرح آپ ہمارے لئے جس مسیحی عقیدہ کو چاہیں۔ چن لیں"

یہ ہمیں مضمون منظور ہے۔ اور عیسائیت کی طرف سے مضمون "الوہیت یسوع مسیح ناصریؑ" ہوگا۔

شرط دوم۔ پادری صاحب نے "معقولی دلائل" کو "تائیدی رنگ" میں پیش کرنے کے لئے کہا تھا۔ جس پر ہم نے لکھا تھا۔ کہ "بشرطیکہ مسلمہ کتب سماویہ معقولی دلائل کی اجازت دیں۔ اور وہ ان کتب کے کسی بیان کے خلاف نہ ہوں"

پادری صاحب کی سخن فہمی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:۔

"شرط دوم کے بارہ میں آپ کی مجوزہ ترمیم اس لئے قابل التفات نہیں۔ کہ ہماری کسی معقولی دلیل کو کتب مقدسہ کے کسی بیان کے خلاف قرار دینا پنچ کا کام ہوگا"

؎ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

جناب والا! "پنچ کا کام" شرائط کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا۔ اور اسی لئے شرائط کا مقرر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر آپ کیا غضب کر رہے ہیں۔ کہ اسے "ناقابل التفات" بتلا رہے ہیں۔ دوبارہ غور فرمائیں

شرط سوم۔ "مناظرہ تحریری و تقریری ہوگا" منظور ہے

شرط چہارم۔ "پہلی اور آخری تقریر یا تحریر مدعی کی جانب سے ہوگی" فریقین کو منظور ہے۔

شرط پنجم۔ تعین منصف۔ اس کے متعلق "قابل تعلیم یافتہ اور غیر جانبدار منصف بتراضئ فریقین مقرر کرنے کے لئے" پادری صاحب نے لکھا تھا۔ جس کے متعلق ہم پہلے کافی لکھ چکے ہیں۔ پادری صاحب کی دیانت داری ملاحظہ ہو۔ کہ "آریہ مناظر پنڈت رام چندر صاحب دہلوی کو صداقت مسیح موعودؑ کے لئے "غیر جانبدار" قرار دے کر گلیوں کی گفتگو کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ چہ خوب! جو شخص ہمارے مدمقابل انہی مسائل پر مباحث ہو۔ اسی کو منصف بنانا انصاف کا خون کرنا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ افسوس۔ پادری صاحب نے ہمارے اس سوال کو چھوا تک نہیں۔ "کیا پادری صاحب یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ایک غیر عیسائی (مثلاً پنڈت رام چندر) ان کی نسبت بائیبل زیادہ سمجھتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر اس کا منصف ہونا چہ معنی دارد (الفضل ۱۲ر اکتوبر)

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری معقول تصریح کے بعد پادری صاحب اپنی "ہٹ" سے باز آجائیں گے۔ ورنہ دانش مند انسان آپ کی منصف کوشی کو آپ کی راہِ فرار قرار دینے کے لئے مجبور ہونگے۔

لطیفہ:۔ فرماتے ہیں:۔ "اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہوا۔ تو ہم مشتہر کر دیں گے۔ کہ ہم شکست خوردہ ہیں۔ اور آئندہ کبھی ہمارے نام کے آگے فاتح قادیان نہ لکھا جاوے"

سبحان اللہ! کیا ہی معقولیت پسندی کا ثبوت ہے۔ "فاتح قادیان" کا جعلی ٹائیٹل تو بفضلہ تعالیٰ ہم خانیوال میں عیسائی اصحاب کے ہاتھوں کٹوا چکے ہیں۔ اب اس تحصیل حاصل کے لئے پھر جد وجہد کیوں؟ غالباً آپ اس طریق سے عیسائی پبلک سے یہ لفظ لکھوانا چاہتے ہیں۔ مگر خاطر جمع رکھیں۔ اب سمجھدار عیسائی ایسا کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔

شرط ششم۔ آپ نے اے۔ پی مشن کے حلقہ کا شہر مقرر کیا ہے۔ ہم ان میں سے فیروز پور کو پسند کرتے ہیں۔ آپ جلد انتظام فرمائیں۔ حسب تحریر سابق قیام وغیرہ کا انتظام بھی آپ کے ذمہ ہوگا شہر آپ کے حلقہ کا اور آپ کا تجویز کردہ ہے۔ اور ہم اس کے منظور کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ اس لئے سب ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ حفظ امن کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"حفظ امن کی ذمہ داری مسیحی جماعت کے لئے تو ہم لے سکتے ہیں۔ مگر قادیانی مسیح کے زندہ کئے ہوئے روحانی مُردوں کے لئے ہم کسی صورت میں بھی ذمہ دار نہیں ہو سکتے"!

جناب من! "قادیانی مسیح کے زندہ کئے ہوؤں" کے تو ذمہ وار ہم ہونگے۔ مگر ہمیں تو ان یسوعی بھیڑوں سے خطرہ ہے۔ جو بھیڑیوں کی خصلت رکھتی ہیں۔ اور ان کی معمولی سی معمولی تحریر میں وہ شوخی عیاں ہے پس آپ احمدیوں کا فکر نہ کریں۔ مسیحی اور دیگر پبلک کی ذمہ داری آپکو اٹھانی ہوگی۔ گجرات کی "درگت" کی ذمہ واری آپ پر ہی ہے۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ جس پر مسٹر ڈانیل نے آپ کو متنبہ بھی کیا تھا۔

شرط ہفتم۔ "شرائط کے طے ہو جانے کے ایک ماہ بعد مناظرہ ہو" یہ بھی منظور ہے۔

بالآخر ہم پادری صاحب کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ان میں کچھ دم باقی ہے۔ تو آئیں۔ ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ تا جلد فیصلہ ہو۔ قیاس کہتا ہے۔ کہ پادری صاحب میدان میں نہ آئیں گے۔ ہاں عیسائی پبلک کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے "نور افشاں" کے کالموں میں اپنی خودستائی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔ کیا ہمارا یہ قیاس غلط ہوگا؟ دیدہ باید۔

خاکسار ناچیز۔ اللہ دتا۔ جالندھری۔ قادیان

منسوخی وصیت کے اعلان

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام رسالہ الوصیت میں یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "تیسری شرط یہ ہے۔ کہ اس قبرستان (بہشتی مقبرہ) میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو"

(۲) ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت کی دفعہ ۸ میں یہ تحریر فرماتے ہیں: "یاد رہے۔ کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا۔ کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے۔ بلکہ ضروری ہوگا۔ کہ ایسی وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے۔ پابند احکام اسلام ہو اور تقوےٰ وطہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو"

جماعت احمدیہ پشاور نے سید لعل شاہ صاحب برق دروازہ گنج پشاور کی دینی حالت کے متعلق بعد تحقیقات رپورٹ کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سید لعل شاہ صاحب برق کی دینی حالت "اچھی نہیں" ہے۔ اور وہ اپنی زندگی بموجب شرط ۳ رسالہ الوصیت وبموجب دفعہ ۸ ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت بسر نہیں کر رہے۔ اس وجہ سے ان کی وصیت نمبر ۳۰۸ کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بموجب ریزولیوشن نمبر ۱۳۷ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء منسوخ کر دیا ہوا ہے۔ جس کی اطلاع سید صاحب موصوف کو بھیجدی گئی ہے۔

(۲)

مستری فضل کریم اور مستری عبدالکریم ساکنان قادیان وصیت نمبر ۱۹۱۷ مورخہ $\frac{9}{21}$ ۲۲ و نمبر ۲۱۶۷ مورخہ $\frac{6}{24}$ ۲۵ - چونکہ یہ ہر دو بیعت خلافت سے مرتد ہو چکے ہیں۔ اور ان کے اعمال شرط ۳ مندرجہ رسالہ الوصیت کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان کی وصیتیں بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۳ مورخہ $\frac{1}{28}$ ۲۴ مجلس کار پرداز مصالح قبرستان منسوخ کیجاتی ہیں

محمد سرور شاہ۔ سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

زچگی اور بہبودیٔ اطفال کے متعلق کارآمد ہدایات

از محکمہ اطلاعات پنجاب

محکمۂ صحت پنجاب نے زچگی اور بچوں کی نگہداشت کے متعلق ایک مشرح و مبسوط رسالہ شائع کیا ہے۔ جو ان لوگوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگا جنہیں زچگی اور بچوں کی پرورش اور صحت کے کام میں دلچسپی ہے۔ پنجاب میں اصول صحت سے ناواقفیت اور غفلت کی وجہ سے ہزاروں بچے تلف ہو جاتے ہیں۔ اور ماؤں کی صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔

اس رسالہ میں اس عام غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے۔ کہ حاملہ کے لئے ورزش سخت خطرناک ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دوران حمل میں ورزش لازمی چیز ہے۔ ہر روز باقاعدہ سیر کے علاوہ حاملہ کو چاہیئے۔ کہ وہ پانچ یا دس منٹ تک ایسی ورزش کیا کرے۔ جس سے عضلات معدہ کو تقویت پہونچے۔ ورزش کے ساتھ ہی آرام بھی ضروری ہے۔ حاملہ عورت کے لئے رات کو دس گھنٹے کی نیند کے علاوہ دن میں ایک گھنٹہ تک کامل آرام کرنا چاہیئے۔ تکان سے بچنا لازمی ہے۔ بھاری چیزوں کا اٹھانا بھی ممنوع ہے۔ پہلے پانچ ماہ میں ان باتوں پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ حاملہ کو صاف ہوا کی بے حد ضرورت ہے۔ لہذا اسے کسی حالت میں بھی منہ ڈھانپ کر نہ سونا چاہیئے۔

خوراک کیسی ہو

حاملہ کے لئے خوراک ایسی ہونی چاہیئے۔ جو کافی مقدار میں ہو۔ زود ہضم ہو۔ اور طاقت بخش ہو۔ حد اعتدال سے زیادہ خوراک معدہ کے پٹھوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ گائے کا تازہ دودھ تازہ سبزی نیز تازہ پھل معتدل مقدار میں موزوں خوراک ہے۔ انڈے گوشت اور مرغ وغیرہ بھی مفید ہے۔ مگر محدود مقدار میں دوران حمل میں قبض اور بواسیر کی شکائت ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے انسداد کی بہترین صورت یہ ہے۔ کہ حاملہ عورت دن بھر میں کم از کم ۱½ اسیر تازہ صاف پانی پیئے۔ پھل اور ترکاریاں کافی مقدار میں استعمال کرے۔ کھلی ہوا میں باقاعدہ ورزش کرے۔ قضائے حاجت کے اوقات کی پابند رہے۔ قبض ہو جائے تو کسی ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے۔

وضع حمل کیلئے ضروری سامان

رسالہ مذکور میں اسبات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ بچے کے کپڑے پہلے سے تیار کئے جائیں۔ وضع حمل سے پیشتر کم سے کم دو کرتے دو فلالین کے فراک چند رومال جو کسی نرم کپڑے سے بنائے جائیں اور ایک گرم شال جس میں بچہ کو لپیٹا جائے۔ وضع حمل کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء قطعی طور پر ضروری ہیں۔ دو بستر کی چادریں ایک واٹر پروف چادر دو تولیئے ایک درجن نرم رومال ایک صاف قمیص اور سلوار یا سوتی ساڑھی جو وضع حمل کے وقت پہنی جائے۔ کاربالک سوپ کی ایک ٹکیہ ایک کمبل یا شال جس میں پیدائش کے وقت بچہ کو لپیٹا جائے۔ کاٹن وول (روئی) کا ایک پیکٹ دو گدڑی جس میں صاف اون بھری ہو ان میں سے ایک تو وضع حمل کے دوران میں اور دوسری وضع حمل کے بعد استعمال کی جائے۔ بائینڈر یعنی پٹی حاملہ کا بستر صاف ستھرا ہونا چاہیئے۔ ان جملہ اشیاء کو ایک صاف صندوق میں پہلے سے رکھ لینا چاہیئے۔ تاکہ وقت پر کام آسکیں۔

وضع حمل کے وقت مکان سیڑھیاں جائے ضرور اور نالیوں کو نہایت صاف رکھا جائے۔ وضع حمل کے لئے ایسا کمرہ ہونا چاہیئے۔ جس میں روشنی اور ہوا کی بخوبی آمد و رفت ہو۔ کمرہ کی دیواروں میں سفیدی کرا لینا مناسب ہے کھڑکیاں اور چھت صاف ہو۔ کمرہ میں غیر ضروری سامان نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور اس میں کھانا پکانا سخت مضر ہے۔ اگر دوران حمل میں پیشاب کم آتا ہو۔ لگاتار درد سر کی شکایت رہتی ہو۔ بینائی میں فرق آگیا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں سوجن ہو گئی ہو۔ خون کم ہو گیا ہو۔ دائمی قبض ہو۔ اور سانس پھول جاتا ہو۔ تو فوراً کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیئے۔ دوران حمل میں دانتوں کی صفائی بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے صبح اور سونے سے پہلے دانتوں کو کسی برش یا مسواک یا داتن کے ذریعہ کسی اچھے پاؤڈر سے صاف کرنا چاہیئے۔ ایسی دایہ کی خدمات حاصل کرنا چاہئیں۔ جس نے باقاعدہ تربیت حاصل کی ہو۔ اور جو پیدائش کے وقت بچہ کی خبر گیری کر سکے۔ وضع حمل کے وقت دایہ کو ایک صاف ایپرن پہن لینا چاہیئے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس وقت اس نے کوئی چوڑی یا انگشتری نہ پہن رکھی ہو۔ جونہی دردزہ شروع ہو مریضہ کو غسل کر کے صاف کپڑے پہن لینا چاہیئے۔ جس کمرے میں وضع حمل ہو۔ وہ صاف ہونا چاہیئے۔ اس کی کھڑکیاں کھلی رکھیں۔ اس کا فرش صاف اور گرد و غبار سے پاک ہو۔ بچہ پیدا ہوتے ہی مریضہ کو گرم پانی کی بوتل یا گرم اینٹ سے اپنے آپ کو گرم رکھنا چاہیئے۔ جونہی بچہ پیدا ہو۔ اسے ایک گرم کمبل میں اچھی طرح لپیٹ لینا چاہیئے۔ جب نال باندھ کر کاٹ دی جلئے۔ تو بچہ کو گرم پنگھوڑے پر ڈال دیا جائے جہاں ربڑ کی گرم بوتل موجود ہو۔ اور جس پر نرم فلالین لپٹی ہو۔ پیدائش کے بعد بچہ کو نرم ململ کے ٹکڑے سے آہستہ آہستہ صاف کر لینا چاہیئے۔ اس کے بعد اس کے سارے جسم پر زیتون کا تیل ملنا چاہیئے۔ جس سے نہ صرف بچہ کی جلد صاف ہو جائیگی۔ بلکہ بچہ کو گرمی پہنچے گی۔ نال کاٹنے تک یہ عمل جاری رکھا جائے۔

نال کاٹنے کے بعد بچہ کو غسل دیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے پانی نہ گرم ہو نہ سرد نہلانے کے وقت بچہ کو نرم ہاتھوں سے پکڑو۔ غسل کے لئے وائنولیا بیبی سوپ یا پیئرز سوپ بہتر ہے غسل دو تین منٹ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد بچہ کو کسی نرم تولیہ سے صاف کر لو۔

جب تک نال پھڑکتی رہے۔ اسے کاٹنا نہیں چاہیئے پیدائش کے بعد نال دس منٹ تک پھڑکتی ہے۔ یہ دراصل خون کی حرکت ہے۔ جو بچہ کے جسم میں داخل ہو رہا ہے۔ نال کاٹنے کے بعد زور سے باندھ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس کے بند کھل جائیں تو بچہ خون نکل جانے سے ہلاک ہو جائیگا۔ نال علیحدہ کرنے کے بعد ناف کو خشک اور صاف گاز یا کپڑے کے ٹکڑے سے ڈھانپ دینا چاہیئے۔ اور جب تک اس کا زخم مندمل نہ ہو چکے۔ اسے پانی وغیرہ سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ اگر لڑکی ہو۔ تو اسے فراغت کے بعد جب صاف کیا جائے۔ تو ایسی ترکیب سے کہ اسفنج یا صاف کپڑا سامنے سے پیچھے کے رخ کی طرف صفائی کرے۔ تاکہ کسی قسم کا غلیظ مادہ یا فضلہ بچہ کے مثانہ کے رستہ میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اگر بچہ کی آنکھوں سے کسی قسم کا مواد بہتا ہو۔ تو فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کیا جائے۔

بچہ کو علیحدہ سونے دو

بچہ کو پاخانہ اور پیشاب کرنے کی باقاعدہ عادت ڈالنی چاہیئے۔ بچہ کی نیند کے متعلق رسالہ مذکور میں خاص ہدایات دی گئیں ہیں۔ یہ مناسب ہے۔ کہ اسے علیحدہ پنگھوڑے پر سلایا جائے۔ مچھروں اور مکھیوں سے بچانے کے لئے مچھر دانی کا استعمال ضروری ہے۔ یہ پنگھوڑے کمرہ میں ایسی جگہ ہو جہاں ہوا کا جھونکا نہ آئے۔ لیکن اس کی کھڑکی کھلی رہے۔ اگر ممکن ہو۔ تو دن کے وقت بچہ کو کمرہ سے باہر سلانا چاہیئے۔ بچہ کو سلاتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کے پاؤں گرم ہیں۔ اسے پیاس تو نہیں۔ (اسے چمچہ سے تھوڑا سا نیم گرم پانی دیدینا چاہیئے۔) اس کے پیٹ میں اپھارہ وغیرہ نہ ہو۔ اسے آرام سے لٹایا جائے۔ اس کے رومال کو بدل دینا چاہیئے۔ گرمیوں میں اس پر زیادہ بوجھل کپڑا ڈالنا ٹھیک نہیں۔

بچہ کی خوراک

یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ بچہ کی بہترین خوراک اس کی ماں کا دودھ ہے۔ چھاتیوں سے دودھ پلانے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ رحم جس پر دوران حمل میں خون کا غیر معمولی دباؤ پڑا رہتا ہے فوراً سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔

بچہ پیدا ہونے سے ۶ سے ۱۲ گھنٹے بعد اسے چھاتی سے دودھ پلانا چاہیئے۔ چھاتیوں سے پہلے پہل جو پانی نکلتا ہے۔ وہ بچہ کے ہاضمہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ جب تک ماں کا دودھ عمدہ رہے۔ بچہ کو اس سے محروم رکھنا غلطی ہے۔ ماں کو چاہیئے۔ کہ وہ دن میں دو مرتبہ زائد دودھ پیئے۔ اگر دودھ پلانے سے اس کا وزن کم ہو جائے۔ یا وہ کمزور ہو جائے